

غنیمت

یعنی

اس نامور حکیم اور نجومی شاعر کی سوانح عمری

اوسکی

۵۰ بابائیات حروف تہجی کے التزام کے ساتھ

✓
Khuda Bakhsh Library
Acc. No. 23557
27.3.83

مرتبہ :

غشی جے نرائن صاحب راجا مالک رسالہ ناول لکھنؤ

ناظرین کی دلچسپی کے لئے

بہ تحفظ حقوق

مطبع غشی نئی دہلی واقع لکھنؤ میں چھپا

۱۹۰۵ء

دفتر سالہ ناول امین بادکنوین فرخست کے لکھنؤ و دہلی
 قصہ شہزادہ ہات کی طرز معاشرت میں فرق - غریب و بای توئی وہ ساوگی آئینہ غلطیوں ہوا جسے طرز معاشرت
 کے بد تھے میں ہو جایا کرتی ہیں - ہر ایک متغیر آمیز اور ظرافت انگیز سین سے کشت زعفران و گولہ اس
 کے ذرا ہشی اسٹوپس کو کانکر کا ترجمہ نم ۵۶ صفحہ قیمت ۸
 دھوکا یا غلطی فائوس سٹریٹلڈ کے ایک اچھوتے دلکش نصیحت خیز عبرت آمیز ناول
 ترجمہ حسین عسب دلاور پیر آمین دیکھا گیا ہے کہ دنیا کے معاملات کا ظاہر کچھ ہوتا ہے اور باطن کچھ اور
 بادی و نظریں جو کچھ نظر آئے اس پر اعتبار کر کے راقم نکرنا چاہیے ترجمہ اڈیٹر ادھیج نم ۵۰ صفحہ ۷
 روز المیرٹ انگلستان کے جادو نگار سٹریٹلڈ کے مشہور و معروف ناول کا ترجمہ حسین
 ایک غمور یک طینت حسن فروش باوری کی بیٹی کی سوئخ عمری کچھ اس نصیحت آمیز موشاورہ دلچسپ چہ
 میں صبح ہو کہ جب تک سارا ناول ختم ہو جائے طبیعت کو قرار نہائے - انگلستان کے امریکا کچھ چٹا ہوا
 کا جوش حسن کی مفاطیسی کشش پھر اگر نتیجہ کو غور کچھ تو سرا با نصیحت ہو ضرور ملاحظہ فرمائے کامل
 حصوں میں مجلد نم ۲۵۷ صفحہ قیمت
 نیرنگ سٹریٹلڈ کے ناول نشر میں کا ترجمہ خود مرضی اور دنا داری کی عکسی تصویر عاشق مزاج
 نیے تیر دل و ذوقہ سخن کے لیے اعلیٰ درجہ کا نتیجہ خیز نارضامندی کی شادی کے نتائج نم ۹۲ صفحہ قیمت ۱۰
 کارزار صلیبیہ یعنی داستان سلطنت بیت المقدس حسین علی - ملی - تہلی - اور اخلاقی حالات شاہان
 ترک اسلام - ترکی و سلجوقیہ - تاتاریوں - ملوکیوں - امرا اور ان کے عیش و نشاط - حدائق حاکم -
 تو امین و رسم و رواج - رعایا غازیوں آلات حرب علوم و فنون علماء کی کیفیتیں علاوہ ان کے جنگی و صلیبی کے
 اغراض نہایت دلچسپی کے ساتھ درج ہیں بالخصوص شے اے آر چر و چارلس لہجرج کنگسٹون صاحب کی
 تاریخ کردہ سیدس کا اردو ترجمہ تقریباً بیس جزو قیمت
 کاشوہم - ایک سین لڑکی کو اس کے اصل ورثہ سے محروم رکھنے کی چالیں لکھنؤ کو ایک لنگاری کی کارستانیان
 زعفران زلزلہ - یعنی اُن جواب بنسب میں کا انتخاب جو لکھنؤ کے آزاد دظہینا خداداد پنج کے ساتھ
 میں شہج ہو سے تھی اور جو ظرافت کی جان اور لہجہ کی روح رواں ہیں - مردہ دہ کے ساتھ مسیحائی کرنا
 - دونوں کو ہنسانا اور ہنسوں کو لوشن کو ترہانا اس رسالہ کا ادنیٰ کرشمہ ہے قیمت



عمر خیام سنہ عیسوی کے گیارہویں صدی کے اخیر نصف حقہ میں نیشاپور
 میں جو خراسان میں ہے پیدا ہوا تھا اور بارہویں صدی کے شروع پچیس سال
 میں اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ اسکی زندگی کے مختصر حالات وادارہ شخصوں کے
 واقعات کے سلسلہ میں جو اپنے زمانے میں بڑے مشہور و معروف تھے عجب طور
 سے اُبل گئے ہیں۔ انہیں کا ایک اپنی بہتوں کے قصہ کو بیان کرتا ہے۔ اسکا نام
 نظام الملک ہے اور وہ آپ ارسلان کا جو قتل بیگ تاتار کا بیٹا تھا اور ملک
 شاہ کا جو اسکا پڑپوتا تھا وزیر اعظم رہا ہے لغزل بیگ رہے جس نے فارس کی سلطنت
 کو غزوہ اعظم کے کمزور جانشینوں سے چھین کر خاندان سلجوقیہ کی جس نے یورپ کو
 سیسی جگہوں کے لیے بھڑکایا تھا بنیاد ڈالی۔ اس نظام الملک نے اپنی وصیت
 میں جسکو اسنے لکھ کر بطور یادگار کے آیندہ مدبروں کے لیے چھوڑا ہے مندرجہ
 ذیل حالات بیان کیے ہیں جنکو مرکھاند کی تاریخ اساسس سے کلکتہ ریو پوسنے
 اس طرح نقل کیا ہے۔

۔۔ خراسان کے بڑے جلیل القدر اور دانشمند لوگوں میں سے امام
 موفق نیشاپوری تھے جنکی ہر ایک بڑی عزت و حرمت کرتا تھا۔ خدا کی رحمت
 انکی روح پاک پر ہو۔ اسکے جاوہر جنالی کا زمانہ پچاسی برس سے تھا و ذکر کیا تھا

اور عام طور سے لوگوں کا یہ اعتقاد تھا کہ جس لڑکے کے پاس بیٹھ کر پڑھا
 مجید اور حدیث شریف کا درس لیا وہ بلاشبہ ناموری اور عزت کے درجہ تک
 پہنچا۔ اسی وجہ سے میرے باپ نے حکیم عبدالقادر کے ہمراہ مجھے طوس سے
 مینسا پور بھیجا تاکہ میں اس بزرگ استاد کی رہنمائی سے تحصیل علوم میں اپنے کو
 مصروف کروں۔ میری طرف ہمیشہ انکی عنایت و مہربانی کی نظر رہتی تھی اور
 بلحاظ شاگرد ہونے کے مجھے بھی اُن سے از حد اکثرت اور خوش اعتقادی تھی۔
 اس طرح انکی خدمت میں میں نے چار سال گزارے۔ جب میں پہلے پہل وہاں
 آیا تو میں نے دو اور نووارد طالب علموں کو پایا جو میرے ہی ہم عصر تھے۔ یہ حکیم
 عمر خیام اور بدقسمت حسن بن صباح تھے۔ دونوں کو خدا نے عجب ذہن رسا اور
 ذاتی قابلیتیں بخشی تھیں۔ ہم تینوں ایک دوسرے کے نہایت ہی بے شکلف
 دوست ہو گئے۔ جب امام صاحب اپنی وعظ کے بعد تشریف لیجاتے تو وہ دونوں
 میرے پاس آتے اور ہم اپنا پڑھا ہوا سبق ایک دوسرے کو سناتے۔ پھر
 مینسا پور کا باشندہ تھا اور حسن کے باپ کا نام علی تھا جو اپنی زندگی کو سخت پابندیوں
 کے ساتھ بسر کرتا تھا لیکن جسکے عقاید اور اصول بالکل ملداند تھے۔ ایک دن
 حسن نے مجھے اور خیام سے کہا کہ ”یہ بات عام طور سے مانی جاتی ہے کہ
 امام موفق کے شاگرد ضرور خوش نصیب ہو کر رہیں گے اب اگر ہم سب کو بھی وہ
 بات حاصل نہ ہوگی تو یقیناً ہم میں سے ایک کو تو ضرور ہوگی۔ اس حالت میں
 ہم میں کو لٹا اقرار اور معاہدہ ہونا چاہیے ہے۔ جسے جواب دیا کہ جو تم پسند کرو
 اُسے کہا کہ ”اچھا اب ہم کو قسم کھانا چاہیے کہ جس کسی کے حصے میں یہ دولت و عزت
 پڑے وہ دوسروں کو اس میں سے برابر حصہ دے اور اپنی ذات کے
 لیے کسی طرح برتری مخصوص نہ کرے۔“ ہم دونوں نے جواب دیا کہ ہمیں منظور ہے
 اور ان شرائط پر مجھے ایک دوسرے کے ساتھ عہد واثق کر لیا۔ زمانہ گزرتا
 گیا۔ میں خراسان سے سورت النہر گیا اور غزنی و کابل پھر تاپھر اتانا اور ایک

ہمد سے برقرار ہو گیا اور سلطان الپ ارسلان کے زمانہ حکومت میں ملکیت کا
تمام کاروبار دیر سے سپرد کیا گیا۔

”وہ زمان کرتا جاتا ہے کہ بہت سے سال گزر گئے اور اُس کے دونوں
ور سے کے پڑا نے دوستوں نے اُسے ڈھونڈ کر نکالا۔ وہ آکر اُسکی دولت
دہشت میں اپنے حصوں کے طلبکار ہوئے جسکے زمانہ تعلیم میں انھوں نے
قسم کھائی تھی۔ وزیر نہایت فیاض تھا اور اپنے وعدہ پر قائم رہا۔ حسن سلطنت
میں ایک عہدہ کا خواستگار ہوا جسے سلطان نے وزیر کی سفارش پر اُسے عطا فرمایا
لیکن درجہ بدرجہ ترقی کرنے سے قانع نہ ہو کر وہ طرح طرح کی سازشوں کی فکر
میں جو ایشیا نے دربار کا خاصہ ہوتی ہیں لگا رہنے لگا اور اپنے محسوس کیا
برباد کرنے کی ایک کینی کوشش میں ناکامیاب ہونے کے بعد وہ نہایت ذلت
سے ملحدہ کر دیا گیا۔ بہت سی گردشوں اور آوارگیوں کے بعد حسن ایران کے
اسماعیلیہ فرقہ کا سرگروہ بن گیا۔ یہ جاہل متعصب لوگوں کی ایک جماعت تھی جو عرصہ
دراز تک گمنامی کی حالت میں پڑی رہی تھی لیکن اس شخص کی مضبوط اور برادریش
طبیعت نے رہنمائی کر کے اُسکو ایک زبون و فوادار ترقی کی چوٹی پر پہنچا دیا۔
سنہ ۴۰۰ میں اُس نے حکومت کا قلعہ جو صوبہ رودبار میں ہے چھین لیا۔ یہ صوبہ پھر اہل کائنات
کے جنوب کے پہاڑی ملکوں میں واقع ہے۔ اور اسی پہاڑی گھر میں رہ کر اُس نے
صلیبیوں میں ”شیخ الجبل“ کے نام سے ایک بڑی شہرت حاصل کی اور تمام دنیا سے
اسلام میں ایک ہیبت سی چھا دی۔ یہ امر ابھی تک زیر بحث ہے کہ لفظ اسپس جسکے
معنی قاتل کے ہیں اور جو کہ زمانہ حال کی یورپین زبانوں میں اُسکی سیاہ اعمالیوں
کے یادگار کے طور پر موجود ہے لفظ حبیش (بھنگ) سے جسے کھا کر وہ بالکل
دیوانے ہو جاتے تھے نکلا ہے یا اُس سلسلہ کے باقی کے نام سے ماحوز ہے
جسکو کہ سب سے پیشانیور میں دیکھا تھا جبکہ وہ ایک محض طالب علم تھا۔

”اُس قاتل کے خیر کے شکاروں میں سے اُسکا پراکرم مکتب دوست

نظام الملک بھی تھا۔

” عمر خیام بھی وزیر نظام الملک کے پاس اپنے حق پر حق جتانے کو آیا لیکن اسکا ارادہ کوئی خطاب یا عہدہ حاصل کر نیکانہ تھا۔ اُسے کہا کہ سب سے بڑی نعمت جو تم مجھے دے سکتے ہو یہ ہے کہ اپنے اقبال کے سایہ میں مجھے کوئی جگہ ایسی عطا کرو جہاں رہ کر میں اپنے علم کے نواید کو پھیلاؤں اور اسے وسیع کروں اور تمھاری ترقی عمر و دولت کی دعا مانگتا رہوں۔ وزیر کہتا ہے کہ جب اُسے دیکھا کہ خیام اپنے انکار پر راسخ ہے تو اُسے بھی اُسے زیادہ محبوب رہنیں کیا لیکن بارگاہِ شہنشاہی میں عمر خیام اسی طرح رہا اور مر گیا۔ اور ہمیشہ ہر قسم کا علم حاصل کرنے میں مشغول رہا۔ خاص کر علم نجوم جس میں اُسے بہت بڑی شہرت حاصل کی۔

” ملک شاہ کی سلطنت کے زمانہ میں وہ مر دین آیا اور اپنے علمی کمالات کی وجہ بہت برنامہ حاصل کیا۔ اور سلطان نے بھی خاص عنایتیں اُس پر مبذول فرمائیں۔

” ملک شاہ نے جب ارادہ کیا کہ جستری میں کچھ اصلاح کرے تو عمر خیام ہی اُن اٹھ بڑے بڑے عالموں میں سے تھا جو اس کام کے لیے مقرر ہوئے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سند جلالی (جو بادشاہ کے ایک نام جلال الدین سے موسوم ہے) پیدا ہوا۔ گہن لکھتا ہے کہ یہ زمانہ کے شمار کا طریقہ جولین کے طریقے سے بھی بڑھ گیا اور گریگوری کے طریقے کے برابر صحت اور درستگی میں جا پہنچا۔ اُسے چند نجوم کے خانے جو زریح ملک شاہی کے نام سے مشہور ہیں ترتیب دی اور فراسیدیوں نے اپنی عربی میں اُسکے ایک الجبرے کی کتاب اور اُسکا ترجمہ چھاپا ہے۔

اُس کے تخلص۔ (خیام) کے معنی ایک خیمہ بنانے والے کے ہیں اور یہ کہا جاتا ہے کہ ایک زمانہ میں وہ یہی پیشہ کرتا تھا۔ شاید نظام الملک کی

نیامنی سے پہلے ہو جسے کہ اسے بعد میں آزادی اور استغنا کی حالت پر پہونچا
 دیا تھا۔ اسی طرح اور بہت سے ایرانی شاعروں نے اپنا تخلص اُسی پیشہ سے نکالا
 ہے جسے وہ کیا کرتے تھے مثلاً درویش، جود واپختے، واسے کوکتے، مین حفرت
 نریہ، الدین کا تخلص تھا، تار، جسکے معنی تیلی کے ہیں شمس الدین محمد تبریزی کا تخلص تھا
 مرغیام اپنی ایک رباعی میں اپنے تخلص کی طرف اشارہ کر کے یہ کہتا ہے کہ مرغیام
 جسے کہ سائنیس اور علوم کے خیمے کو سیاہ، غم کی آگ میں گر پڑا اور جل گیا قسمت
 کی قینچی نے اُسکی زندگی کے خیمے کی ٹٹا بون کو کاٹ ڈالا اور امید کی دلال کے
 اسے بالکل مفت بچھڑا دیا۔

اُسکی سوانح عمری میں سے محکومہرٹ ایک قصہ اور معلوم ہے جسکو ہم بیان
 بیان کرتے ہیں۔ یہ ایک دیباچہ میں ہر کہیں کہیں اُسکے اشارے کے ساتھ لگا ہوتا ہے
 لکھا ہوا ہے۔ اُس نے یوں گون کے واقعات میں یہ لکھا ہوا ہے کہ یہ دانشمندیوں کا
 بادشاہ مرغیام نیشاپور میں شاہ (۸۲۰ھ) میں اس جہان سے رخصت ہوا۔
 سائنس میں یہ اپنا نظیر نہیں رکھتا تھا اور یہی اُسکی عمر کے کالات میں سے ہے۔
 خواجہ نظام سمرقندی جو اسکا ایک شاگرد تھا یہ قصہ بیان کرتا ہے۔

”میں اکثر ایک باغ میں اپنے استاد مرغیام سے باتیں کیا کرتا تھا ایک دن
 اُس نے کہا کہ میری قبر ایک ایسی جگہ پر ہوگی کہ بادشاہ کلاب کے پھولوں کو لا کر
 اُس پر بکھیر دیا کریگی۔“ اس پر مجھ کو کچھ شبہ ہوا لیکن میں یہ بات جانتا تھا کہ یہ کوئی مہمل
 اور بے معنی الفاظ نہیں ہیں کئی برس کے بعد جب مجھے نیشاپور جانیکا اتفاق ہوا
 تو میں اُسکے اخیر اُردو سنگا پر پہونچا اور کیا دیکھتا ہوں کہ وہ ایک باغ سے ملی ہوئی
 باہر کی طرف واقع ہے اور پھولوں اور پھلوں سے لبریز ہے درخت دیوار
 سے باہر شاخیں نکالے ہوئے اُسکی قبر پر پھول نثار کر رہے ہیں یہاں تک کہ چہرہ
 بھی اُنہیں چھپ گیا ہے۔“

یہاں تک کہ کلمہ ریویو سی نقل کیا گیا ہے۔ اسکا مصنف جبکہ مرغیام کی قبر کے

اس قصہ کو ہندوستان میں پڑھ رہا تھا تو کسی نے اسے سسر و کا واقعہ یاد دلایا
کہ اسی طرح اسے بھی آرمیدس کی قبر سراقیوس میں گھاس اور پتوں سے ڈھکی ہوئی
ٹی تھی۔

اگرچہ سلطان کی طرح طرح کی خسروانہ عنایتیں اور مہربانیاں عمر کے حال پر
رہتی تھیں۔ مگر اسکی تقریر اور خیالات کی ابعقورس کی پیروان کی سی شوخی اور جھپکی
نے اسے اپنی ہی زمانہ اور اپنے ہی ملک میں ہمیشہ ایک گرو اور خود سر کے
صورت میں لوگوں کے سامنے ظاہر کیا۔ یہ کہا جاتا ہے کہ صوفیہ فرقتے والے
جنگی یہ ہمیشہ مہنی اور مذمت کیا کرتا تھا اسے بالخصوص خوف اور نفرت کی نگاہ
سے دیکھتے تھے۔ ان لوگوں کا مذہب اگر تقوت اور اسلام کے ظاہری اقوال
کے پردے سے جمین عمر خیام کسی طرح اپنے کو نہیں چھپا سکتا تھا باہر نکال کر
صاف روشنی میں دیکھا جائے تو اسکے اصول اور طریقے سے کہیں کم ظاہر
ہوگا۔ اسکے شاعروں نے جمین (علاوہ فردوسی کے) حافظ بھی شامل ہیں اور
جو ایران میں کثرت سے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عمر خیام کے خیالات
اور مضامین سے بہت کچھ اخذ کیا ہے لیکن تقوت کے رنگ میں لپیٹا کر اور
انہی لوگوں کے مذاق کے موافق بنا کر جو اسکے ہونیانہ معنی لیتے ہیں اپنے
حرز میں بیشک خوب پہلے پھوسے ہیں۔ یہ لوگ جتنے انکا خطاب ہے اسقدر
جلدی توہم اور اشتباہ کو قبول کر لیتے والے ہیں جسقدر جلدی ایمان کے
طریقے یا کسی اور عقیدے کو اور اسقدر جلدی جہانی لذائذ کو بھوس کر سکتے
ہیں جسقدر دعا مٹی کو۔ ان دونوں قسم کی لذتوں یعنی جہانی اور دماغی کو وہ ایکجا
کر کے اسقدر غفلت ہو سکتے ہیں کہ کبھی تو نہایت آزادی اور جوش مسرت سے
آپنے شاعرانہ تلامذوں کے بازوؤں پر سوار ہو کر آسمان کی سیر کر سکتے ہیں
اور کبھی زمین پر آسکتے ہیں اور کبھی اس جہان میں گزر کر سکتے ہیں اور کبھی دوسرے
ی جہان میں غائب ہو جاسکتے ہیں اس طرح سے کہ دونوں جہانوں میں اٹھا و جڑ

سمجھا جائے۔ اس بات میں عمر خیام کا دل اور اس کا دماغ دونوں اس نے کی طرح
 شفاف تھے۔ اپنے اس خیال میں ناکامیاب ہو کر کہ انسان کے باگ سوا سے
 تقدیر کے اور کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے اور سوا سے اس جہان کے اور کوئی
 جہان نہیں ہے اس نے اسی عالم کے ظاہر اور چہرہ سے متبع ہونے میں اپنی فطرت
 بھی اور اس بات کو سب پر مقدم سمجھا کہ دنیاوی لذائذ کے ذریعے سے روح کی
 تسکین اشیاء ظاہری کے موافق جیسی وہ دکھائی دیتی ہیں کرنا چاہیے۔ غریہ کہ
 اس کو بیفائدہ اضطراب اور تشویش کی حالت میں صرف اس خیال سے رہنی
 دینا چاہیے کہ ان چیزوں کے اور کیا معنی ہو سکتے ہیں اور اس نے کون سا مطالب
 اور پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر یہ دیکھا گیا ہے کہ اسے کوئی دنیاوی لالچ یا طمع نہ
 تھی صرف یہ ہو سکتا ہے کہ اسے جسمانی لذائذ کو دماغی قوتوں کے لطیف پر
 ترجیح دینے میں کسی قسم کے منحرفانہ یا نظریاتی جیسے کوئی خوشی حاصل ہوتی ہوں۔
 اگرچہ اس ترجیح میں اسی ان سوالوں کا جواب نہیں ملا جنہیں اسے عام لوگوں
 کی طرح دلچسپی تھی تاہم یہ ایک ایسی بات تھی جس سے اسے کچھ نہ کچھ خوشی ضرور ہونی لگی
 بہر حال جو کچھ وجہ قرار دیا جائے عمر خیام اپنے ملک میں کبھی ہر د عزیز نہ ہوا
 اور بھی سبب ہے کہ اس کی تصانیف دوسرے ملکوں میں بہت کم پھیلیں۔ اشعار
 نسخے جیسے اور ایشیائی قلمی نسخے ہوتے ہیں جو حد سے زیادہ خراب اور خستہ
 ہو گئے ہوں۔ خود مشرقی ممالک میں اس قدر کم ہیں کہ باوجودیکہ آج مغرب
 میں علوم کا آفتاب چمک رہا ہے اور دیگر دست و بازو کے ذرائع درجہ کمال
 تک پہنچ گئے ہیں تاہم چند ہی بمشکل وہاں تک پہنچ سکے ہیں نہ تو انڈیا میں
 میں اس کا کوئی نسخہ ہے اور نہ پیرس کے بلیو تیک میٹینیل میں۔ انگلستان میں
 صرف ایک نسخہ نمبر ۴۴۸۱ نسخہ جات اوسلی مشر باڈلی کے کتب خانہ آکسفورڈ میں موجود
 ہے اور شیراز کا نسخہ ۴۴۸۱ کا لکھا ہوا ہے جس میں صرف ۱۴۸۱ رباعیان ہیں۔ ایک
 نکتہ کے پیش نظر اس کا لکھا ہوا ہے کہ لاہور میں جس میں رباعیوں کی تعداد

ست سی غلطیوں اور تکرار کے بعد ۱۶۵ تک پہنچی ہے و آن جو مرہونے ایک نسخے
 کے متعلق کتاب ہے کہ انہیں قریب ۲۰۰ کے رباعیان ہیں اور ڈاکٹر اسپرنگر کی تحریر
 کے موافق لکھنؤ کے ایک نسخے میں اسکی دو چند ہیں لیکن ابھی ایک نسخہ کلکتہ ۱۸۴۸
 کا چھپا ہوا ملا ہے جس میں ۴۳۸ رباعیان ہیں اور اسکے خیمہ میں ۱۵۴ اور مستدرج ہیں
 جو مختلف نسخوں سے نقل کر کے جمع کی گئی ہیں۔ کلکتہ اور آکسفورڈ کے نسخوں کے
 کاتبوں نے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہمدرد کے لکھا ہے۔ ہر ایک نے ایک
 رباعی ہے (بلا خیال اچھی یا بری تھی) بلحاظ ابجد کے ترتیب سے لکھی گئی ہے۔
 آکسفورڈ والا ایک ہمدرد رباعی سے شروع کرتا ہے اور کلکتہ والا اسے اپنے
 ایک شاعر اور سرزنش کی رباعی سے ابتدا کی ہے جسکے متعلق یہ لکھا جاتا ہے کہ
 (جیسا اسکے حاشیہ پر ہے) کہ مرخیام کا یہ خیال ایک خواب سے پیدا ہوا تھا
 جس میں اٹھکی مان نے اسکی آئینہ قسمت کے متعلق پوچھا تھا اس رباعی کا مطلب
 یہ ہے "اؤ تو جبکہ کر دل ان لوگوں کے لیے دکھتا ہے جو دوزخ میں جا رہے
 ہیں۔ جہنم شعلے جب تیری باری آئینگی تجھے بھی کھانا پڑینگے۔ کتبک چلائے جائیگی
 کہ خدا اپنے رحم کرے" یہ ٹھٹھا تو کھان اُنہیں سکھا سکتی ہے اور وہ کہان سن رہی
 بات) سیکھ سکتے ہیں۔

سٹرٹامس باڈلی دہلی آکسفورڈ کے لائبریری میں جو نسخہ موجود ہے
 شروع کی رباعی سبب دوست کے مسئلہ کی حالیہ کرتی ہے۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ
 اگر میں نے خود کسی سست مذہب یا طریقے پر پکڑ لیگی کے جو اہل دین کو بہت دھندلا
 پر ویسا ہے تو مرنے یہ ایک چیز میری نجات کے لیے شفع ہو سکتی ہے کہ میں نے ایک
 کو اور کبھی نہیں کہا۔

یہودیوں نے جس سے مجھے مرخیام کی زندگی کے حالات ملے ہیں
 شروع سے خیام کا بلحاظ موجودت طبیعت اور خصائص کے اور بلحاظ حوادث
 زمانہ کے جس میں ان دونوں کی مرگنری مقابلہ کر کے اپنے بیان کو ختم کیا ہے

اور مسئلوں سے اپنا دل بھڑایا کیا۔ یہ مسائل جیسے ہیں جنکی، بڑا کرنا بمقابلہ سمجھنا
کمال حاصل کرنے کے زیادہ آسان ہے۔

اعمال رباعیوں کا جسطرح پر وہ ہیں ایک کا دوسرے سے کوئی
تعلق نہیں ہے ہر ایک میں چار چار شعر ہوتے ہیں اور اگر کہ آٹھ میں ہفت ہوں
لیکن ہر ایک میں سب یکساں ہیں۔ بعض وقت تو سب شعر مختلف ہیں مگر اکثر کا
تیسرا شعر غیر مختلف ہے، اور کسی قدر یونانیوں کی اس خاص قسم کی شاعری سے
ملتا جلتا ہے۔ چھین، تیسرا شعر وہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شعر کے متوجہ کو چوتھے
شعر سے تک بڑھتے نہیں دیتا اور جہاں اسپر گرتی ہے اسے برابر لکھتا ہے۔ مثلاً
ہے۔ اس ایشیائی طرز و طریقے کے شعر دونوں کی صورت میں نام رباعیوں
ترتیب بعد ایک دوسرے کے بعد کہیں پہنچیدہ، در کہیں فروخت، مینہ کی
چلی آئی ہیں۔ انگریزی میں جو اسکا ترجمہ ہو ہے اسکی ترتیب انگریزی ہفتائی
نفلوں کے طریقے پر ہے۔ چھین کہ شرایین پینا۔ خوشی منانا، مسلمان کے رہنا میں کا
ذکر، کم خیال کیا ہے جو کہ صحیح ہو یا غیر صحیح، اصل کتاب میں بہت زیادہ تواتر
کے ساتھ آئے ہیں۔ لیکن نتیجہ دونوں حالتوں میں قابل، نسوس، ہے۔ یہ ہے
زیادہ قابل، نسوس شاید وہاں پاس ہے، ان کے ٹرونیوم نہایت خوب ذرا کے
ساتھ اٹھا کر ہے۔ ان سب سے بہت زیادہ شعر کے رنج و غم کے آثار اسکی
حالت میں بہت پاس ہے۔ جاسے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب سے پہلے
تھری کی ہر یونانی سے بین نزد کرنا چاہتا ہے اس حال سے کہ وہ خود
کی جھلک پر شاہد کوئی صحیح نظر پڑ جائے لیکن اسے روز ہی سے نجات نہیں
نی اجسے کہ بہت سے روز خود کو اپنی چال میں تھکا دیا ہے اور وہ اس حال
میں یہ سمجھتا ہے کہ وہ انتہائی سب سے کہہ کر وہ روز راقم قدم نہیں سکتا
پڑا رہ گیا ہے گو کہ کچھ کہیں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خود کوئی دیر کے لئے سپر
اسکے پر چھل۔

باتیں لکھی ہیں: اُسکے دیباچے کے مؤلفین اور مترجمین مضمون کو دیکھ کر حقیقت
 میں جتنا کہ کٹر کے عذر خواہ دیکھے اگا دکرین میں۔ اہل نہیں جانتا تھا کہ کٹر
 ایسے ایسے منے پہنا سکتے ہیں۔ کہ جس شراب کو حافظہ سے بیوقوف اور احمق
 تقریب کی تھی وہ جو کچھ ہو کر رہے جو شراب پی وہ انہوں نے خالص تہ کی تھی۔
 اسے وہ نہ صرف جبکہ اپنے دوستوں کے ساتھ پیش و طرح پیش شہوں پر
 استعمال کرتا تھا بلکہ عیسائی تائید کاروں سے کہتے ہیں اس شخص سے پتہ چلا
 اپنے کو عبادت کے اس جوش تک پہنچا کہ جسے وہ لگا کر شراب و سب
 کر سنے اور لاف پیر مار سنے سے محروم نہیں کر سکتے۔ مگر یہ بھی کہ یہ
 جہاں کہیں اور ساری کار کا یہ سبب راہ سے نہ تھے نہ کبھی کو اس نہایت
 کے ساتھ اسکی شہرت سے شہرت کے ساتھ اور شہرت سے جو وہ خود۔ اور شہرت
 میں بھی تھا اس کے ساتھ کہتے ہیں کہ خود دیکھو کہ وہی کو خیال ہوا کہ یہ
 اس مونی سے جس سے کہیں نہ رہے نہ تھا۔ یہاں سے ہم شہرت
 ہم خیال ہو گئے ہیں۔ ایک اور فی الواقع یہ ہے کہ یہاں سے یہاں
 وہ وقت غرض کو ان الزامات سے بھی کہے وہ ان جانبدار
 نے ابھی فرسہ اور ایک مونی کی یہ مونی چوکی کہ اسے اپنے طریق میں داخل
 کر سہا جہیں کہ ایران کے بڑے بڑے شہر اشدال ہیں۔

اکثر گولس کے پاس اس بات کہ کوئی نہ رہی کہ سب سے زیادہ
 صوفیانہ خیالات پر اپنے آپ کو متعل کیا تھا وہ ہم دوست کے مسائل مفاد پرانیت
 درامتیاج کے احوال کہ صوفیوں یا اس کے پہلے نظریات پر اس سے بھی
 بہتے بیوقوفوں کے ساتھ انہوں نے نہیں تھے۔ شہر پر یہ بند کی تھی کہ وہ
 نہ رہا کہ اسے دوست اور میران کے عداوت اور اس کے لیے کہ وہ
 ہوں اور بہت زیادہ دکان سے کہ یہاں سے کہ وہاں سے کہ وہاں سے
 واسطے خیالات کے۔

یہی پیدا ہوا تھا جس میں یہ خیال کیا جاتا تھا کہ تمام دنیا کل بہتر نہ ہوں پر منقسم ہو۔
 وقت ہر روز عیناً م کو ایک آزاد خیال اور مذہب صوفی کا بہت بڑا مخالفت
 بتائے شاید سب سے کہ ان کے اصولوں کو زیادہ اختیار کرتے وقت وہ کسی طرح
 کے نامور فن اخلاقی تشدید پر قائم رہنے کا دعویٰ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ سر ڈیوڈ
 ہسلی سے بھی آگے نور ڈکے باڈین کتب خانہ کے نسخے میں ایک سادہ ورق
 پر تھوڑا سا سی کے ہم معنی لکھا ہے اور ماٹرن ٹکوس کے مولفہ نسخے کی اور
 رہا بیوت بین تصوف اور صوفی کا نہایت اہانت کن ناموں سے تذکرہ کیا
 کیا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ انہیں سے بہت سی رہا بیوت کا اگر ان کے معنی
 صوفیانہ طریق پر نہ لیے جائیں تو کوئی مدد نہیں پیدا ہو سکتا مگر بہت زیادہ
 اس کے میں کہ ان کے عقلی معنی نہ لیے جائیں تو کسی طرح کچھ سمجھ میں نہیں
 آتا۔ مثلاً اگر شراب ملوی مانی جاسے تو کس طرح سے جسم جب مردہ ہو گیا تو
 تو اس سے دعویٰ جاسکتا ہے۔ ایونکر کے قدر خون کو جو سٹی کے بنے ہوئے
 ہیں تو فی جذبہ الوہیت کے شب سے بھر دیا۔ ماٹرن ٹکوس خود جہان
 کہیں مشرقی، مہر آگے ہیں اور کسی خاص مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے
 انکی تشریح کرتے ہیں گھبراہٹ میں مگر تاہم انکو پڑھنے والا سو اس
 نہایت کے اور کسی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ
 طہران کے نسخے میں بھی جیسا کہ کلکتہ کے کتب خانہ کے نسخے میں ہے بہت سی
 رہا بیوت جعلی ہیں۔ اور خیام کی طرف غلط منسوب ہیں۔ یہ رہا بیوت بالکل ایران
 کے معمولی نظمات یا معمولی رہا بیوت کے طرز پر ہیں۔ لیکن اس سے بھی حقیقت
 میں جس قدر اس ایک بات کے متعلق معلوم ہوتا ہے اس قدر دوسرے کے
 بھی نہیں بلکہ صوفی جو ایران میں ایک عالم اور منشی سمجھا جاتا ہے اس نے ممکن
 ہے کہ بیکری اور عیش پسندی کے مقابلے میں جو کہ اسکی طبیعت کے ایک

تجسس کا تصور نہ تو نفسانی کی خیالی تصویر دن سے مشابہت ہی نہیں بلکہ
 کیفیت کے ساتھ یہ طریقہ نہ ابدون اور ریاضت کرنے والوں کے لیے
 خواہ مخواہ ہو کر اس کے لیے بنائے جنس کے لیے جو اتنے بہت کمزور ہیں
 زیادہ بہت و خیر ہے اور یہ طریقہ ریاضت جسکی، سطور ابتدا کی گئی ہے
 جتنا جتنا ہے اسی نسبت کے ساتھ ایک دنیا دار اور ملحدانہ خیال والے
 آدمی کے لیے اور زیادہ معرقت خیر ہو جاتا ہے۔ اور یہ سب کس واسطے ہے؟
 سو سکتے کہ نہ تو نفسانی کی ایسی خیالی تصویر دن کیوجہ سے وہ مورد لعن
 و تشنیع کیے جائیں اور خدا جو کہ ان کی تعلیم کے موافق مادہ جسمانی اور روح
 و خون کہا جاسکتا ہے اگر اسکی کنز کے قریب تک بھی کوئی پہونچ سکے
 تو توڑا یہ سب خیالی شکلین ترک کر دی جاسکتی ہیں۔ اسی کی دنیا میں آدمی یہ
 خیال کرتا ہے کہ وہ بعد مرنے کے جائیگا لیکن بلا کسی اسید کے کہ جس پر اور
 نلساری سے وہ اس جہان میں رہا ہے اس کے عیوض میں اُسے دوسرے
 جہات میں نوئی اور پیچھے آنیوالی خوشی بھی میسر ہوگی۔

نقد و شمس کا تابنا خداوند حقیقت میری اسبقہ نفس کشی کا مستحق ہے
 جس قدر یہ سو فیان کا اور غالباً اس میں بہت بات بھی حاصل ہو گئی ہوگی۔ مگر خیام
 کے شمار کی رویت اگر "بیا کہ بخوریم" نہیں ہے تو یہ ضرور ہے "بہوشیم کہ
 خور" زندہ نوابیم مانند اور اگر حافظ کی مراد ایسی زبان سے اور ہی کچھ تھی
 تو بیشک اُس نے اپنی فراست کا نملہ اندازہ کیا در ان حالیکہ اس نے اپنی عمر
 اور دانائی کو ایسی مبہم اور پیچیدہ نظم آرائی میں صرف کیا جسکو کہ اس کے زمانے
 سے آج تک برابر پاک اور قدسی عابدون کے علاوہ بھی ہر ایک شخص کا چکا ہو۔
 مگر چونکہ سلسلہ سلسلہ یہ خیال برابر چلا آیا ہے اور واقعی بعض علماء کی بھی
 یہی رائے ہے کہ عمر خیام ایک صوفی (بلکہ درویش نش آدمی) تھا جو صاحب
 چاہین اُس کے اور ساتھی کے اسی طرح کے معنی سمجھ لیں۔ لیکن چونکہ

یہ بات تاریخ سے مانی گئی ہے کہ یہ ایک فلسفی اور لاد فکٹر اور ایسی قابیلیت
کا جو بھی تھا جو اس کے زمانے اور اس کے ملک سے کہیں دور تھی۔ اس کی تائید
اسے اس وقت کے اعتدال کے ساتھ تھی تھی ایک فلسفی کو ہونی چاہیے اور اس کی
ضروریات بھی اس قدر معتدل تھیں کہ مشکل سے ایک روز مشرب آدمی کے لیے
کافی ہو سکتی تھیں اس لیے بعض بڑے سچے دانشور سے بھر خیال ہونے لگے کہ جبکہ
وہ شراب جبکہ ذکر کرتا ہے تو وہ ان کو بکا غرق تھی۔ اس نے بتا دیا کہ اسے
پیارا اس سے زیادہ اس سے اقدس کے مقابلے میں تھیں کہ لی جیسے کہ اس نے
مستبدوں و ریکشنوں کو ایک نمائش اور تہذیب کی حالت میں ڈبو دیا۔

رباعیات مخفی

اگر خسته اند از تپان
 برخیز که پیکر سیرین از زم
 انتخاب پر ماست که آرد و تر
 نزد یک کس که بتو در تشر بود
 این دهر که بود در ستم تل
 افسوس که من نکشتن است کل
 است خواجه یکے کام روا کن
 مار است و بید و یک تو بخت
 برخیز و بیا بر اسے دل
 یک کبر که است بیار تا نوش کن
 چون فوت بشوم با و شوئید مرا
 خواهید بر و ز حشر یا بید مرا
 چون عده نشود که فر و ارا
 که نشو بنور ماد اسے ماد که ماد
 عاشق همه ساله مست و شیدا با و
 و بر بهیاری عشق هر پیوسته ری
 عاشق بجز اسب درین شوم
 بکار که خود را بشنید از پانام
 زن که بین تمام خونست و ارا
 در حفظ پیا ل آستیه روشن هست
 و ز فوری همه نران مستان
 و خوشتر برین کنی که من می بخور
 و نه که زان و چه بیدار است

و سب ز نرا جان و پو
 زان پیش که پیکر کند همان
 و ز پیر و برین است که و در
 چو آن با تپان است که و در
 نامد جز از بد و نمر حاصل
 رفیق و زمر و سرست اندر دل
 دم در کش و در کار خدا کن مار
 و جاره و پیره کن و با کن مار
 حل کن و تمام خواهی بشکل
 زان پیش که کوز با کنند از گل
 عشقین ز شراب و جام گوئید مرا
 از خاک در میگردد جوئید مرا
 حلی خوشش کن بین دل پرور
 بسیار بتا بد و شب و روز
 و پو و شور و پیر و سو با و
 در مست شویم هر چه با و با و
 بر دولت او نمسد دل از بهر خدا
 گیر دایمش دست که با لایم
 که گاه ز بد و وام خود نمسد او
 کاندر همه جا بدام خوانست و ارا
 اگر تو بد و بد تو بد کنی و ارا
 صد که ز نعلی که فی غلامت آن
 چون مار و ز چه بیدار است

است بر تن فلک خرابی از کینه است
 است خاک اگر سینه تو بشکافتند
 این یک روز و شب تویت در گشت
 هرگز غم دور و نزدیک گشت
 آن ملل که آن بهانه است در گشت
 اندیشه این دامن خیال من دست
 هر روز ز بخت جوانی من دست
 همیشه بکنید ترجمه نیست خوش است
 است چو شیب بزمین نداشت
 است جان تو درین ترجمه کار آرد
 روزی که دست رس فدای نیست
 ساقی من بدم در دست نیست
 ز بهر بهر رسد نمی ببرد تا خست
 ز ملک چرخ بهشتین نرسد
 این روز و چو سن عاشق زاری بوست
 این دست که در گردن او می بینی
 پیش از من و تو بیل و نهال بودست
 ز نهال قدم نجاک آهسته منی
 بخت از و کعبه خانه بندگیست
 ز تار و کلبه و تسبیح و منسوب
 ز لوح نشان بود دنیا بود است
 ز تقویر بر چرخ نیست برادر
 با هر یک را از نتوانم گفت
 هر که شرح نتوانم داد
 تب سگی و جفت

بیدادگری شیوه در پرینه است
 پس گوشت قیمتی که در سینه است
 چون آب بوسبار چون باد بدشت
 روزی که نیاید دست در در گشت
 و ن در بیکانه را نشانه است
 نماند عشق از زبانه است
 پیوسته از آنکه کامرانی من است
 تلخ است از آنکه زمره کافی من است
 حول و بر حلقه دیگرگون شد است
 چون با قلیت کار تو بیرون شد است
 و نریشه زبات بزم بود نیست
 کین باقی عمر را بقا سپید نیست
 بانیک و پدر زمانه باید ساخت
 هر نقش که پیدا شود آن باید باخت
 و بر بند میرزا لنگاری بود است
 دستیست که بر گردن یارب بود است
 گردنده فلک ز بهر کار بود است
 کان مرد یک چشم نگاری بود است
 تا قوس زدن تر باشد گشت
 حقا که همه نشان است نیست
 پیوسته تلم ز نیاید و بد شود است
 عمر در دن و کوشیدن با بد است
 کوچه مخمور در دست
 ز می درم که باز نتوانم گفت
 ز بهر بهر دست و نهال پاک نشد

پیر سے خسر بات بیرون آکر گفت
۱ ما سحر خدا بجز رضا در نگرنت
۲ به حیا در در نقیض عشق لایق
۳ بیکار اگر و نا کند خویش من است
۴ گر ز بهر سو انت منت کند تریاک مست
۵ بر خون ز فراقت یکایک نیست که نیست
۶ با آنکه نداری سر سودا سر سست
۷ تا بشیاء هم طرب زمین پنهان است
۸ حال نیست میان مستی و بشیاء می
۹ ترکیب پیلان که در هر جود مست
۱۰ چندین سر و پاسبان تیرین و کشتار است
۱۱ ترس اجل و دهرم فنا مستی است
۱۲ تا از دم عیسوی شد من زنده بیان
۱۳ چون لاله بنور و در قدح کسیر دست
۱۴ سس نوش بجزی که این سپهر نشاید
۱۵ چون کار ز بر مراد ما خواهد رفت
۱۶ پیوسته نشسته ایم از حسرت انگ
۱۷ بنام ز بهر گنه این با تم چیست
۱۸ از اگر گنه ز کرد غنصران شود
۱۹ در پرده اسرار که راه نیست
۲۰ جز در دل خال تیردندل گریه
۲۱ در عالم پونا که منزل که ماست
۲۲ چون دوسه تو ماه نیست در شمع گشت
۲۳ در سوخته و در سوخته و در سوخته
۲۴ آنکه که ز اسرار خدا باشد است

می خور که بجز بات سس باید خست
۱ با خلق بجز روسه و ریاد زنگرنت
۲ کردیم و یک با تشاد زنگرنت
۳ در خویش خطا کند بر اندیش من است
۴ و ز خویش مخالفت کند خویش من است
۵ شب سس تو صاحب اشبه نیست که نیست
۶ سودا سر تو در هیچ سس نیست که نیست
۷ چون مست شدیم در زنده مرخصان است
۸ من بند که آنکه زنده گانی آنست
۹ بتکستی آن کجایر و اوار و مست
۱۰ ز بهر چه ساخت و بدید و پیش است
۱۱ و ز نه ز فنا شاخ بقا خواهد رفت
۱۲ مرگ ابد از وجود من دست نیست
۱۳ بالالارنخ اگر تیرا فرحت مست
۱۴ تا گاه ترا چو باد گرداند پست
۱۵ اندیشه جند ما کجا خواهد رفت
۱۶ دیر کده ایم و ز و و بیاید زنت
۱۷ و ز خور و ان غم فاند و پیش و چیست
۱۸ غنصران ز بر اسد گنه ز چیست
۱۹ زمین تعبیه جان هیچ کس اگر نیست
۲۰ افسوس که این فشانها کوته نیست
۲۱ بسیار بچشم بقیاسی که راست
۲۲ چون قدر تو سر و نیست بگویم راست
۲۳ ترسند ز روزیخ اند و جویای نیست
۲۴ ز بهر تیر و اند و ان خود هیچ نکشت

[illegible][illegible]

باز بر سر سبز و پاک بازی نه منی
بمردن که در او نور محبت برفت
در دوزخ عشق هر که نام نوشت
یکم از سبزه ز ملک کاوس بهست
هر نار که عاشق بر آید به خسر
هر چند که از گناه بدست دوزخ
اما حرم که میسر از انجوری
سے خوبرون من نه از براسه طربست
خواهم که زینجودی بر آید رسته
گویند که دوزخی بود مردم مست
اگر عاشق بهست دوزخی خواب بود
گویند مخور باد که شعبان در دست
شعبان در حجب ناد خدا بهست رسول
آمر رمضان به سر باد و بر رفت
بر باد که در شیرین خور و بهمانند
بین کند ریاض که نامر نامست
بهست که در سبزه بهشت
کنوت که در سبزه بهشت
سے خور که در دوزخ بهست
آن فله که بهر مرد و زن بهست
برم که گویند بهشت بهست
بر آمد و باز بر سر سبز که بهست
این سبزه که امروز تماشاگر بهست
مردن که آید مراد نام بهست
هر روز اگر بکند رح سبزه زدی

کان سبزه پاک باز دوزخ بهشت
گر که کن سبزه مست و دوزخ بهشت
آزاد دوزخ مست و دوزخ بهشت
در وقت قباد و ملک کاوس بهست
از لغو زمانه ابدان سالوس بهست
نوسید نیم چوبست پرستان ز بهشت
خوار و معشوق چه دوزخ بهشت
تر بهر نساد و ترک دین و ادبست
دختر دوزخ بهست بود نیم بهست
قوبست خلات دل و دوزخ بهست
خردا باشد بهشت همچون کف دست
نه نیز رجب که آن به خاص خداست
مادر رمضان خوبیم کان خامه بهست
دور سبزه ناب و رایج ساده بهشت
به غیب که یافتیم تا کاه بهشت
آر مر که بلق بچ و شام است
گویند بهست که تکیه گاه صدر بهرام است
دست تو ز جانم سبزه بهست
یا فلق که در بهشت دوزخ بهست
آب و بهر که در بهشت دوزخ بهست
ویدی که چگونگی بهرام بهست
سبزه باد که خوان نمی باید بهست
تا سبزه خاک ماتا شاگر کیست
سے نوش کن از قدر چه جای بهست
امروز دوزخ که سبزه لایق بهست

بن با و در کتب قبل موصوفه است بدست
 این نیرنگی که هست از ... مہیات
 ز آتش این خانه بنزد در دست است
 ستم در دست چسبند بر سر
 نکل که بگفتی بر تکیه بر دست
 ن که درین زمانه نمایی بدست
 سبب بیدارین شکل بستم تیغ است
 نیش نیش که در نیش کون و نساوا
 با شرب ذی حور سهرشتی گریخت
 پیرین مطلب و وز رخ فرسوده کتاب
 سبب خرابات برین آمد دست
 ستم بخت ترا چه حال آمد پیش
 نون بیل مست را در رستان نیت
 در بانات حال و ... گشت
 نیا در نیت بنمیدماند است
 نیش اجل ز بهر دیگر نازل
 نیا که خیمه با س حکمت میدوخت
 نیش اجل غناپ نریش برید
 نفل بیمار بابت حور سهرشت
 بر چند روز و عام بد باشد این
 در عام طلب با و گریز تاب خوشست
 نیا که کوته انداز عام شراب
 نیا در ان بهمان با که درانی نیت
 بر چند در احوال جهان نیا نریم
 نیا که از روح جدا خواهی رفت

۸۰ گاهست چو آن بی شود که در دست
 ۸۱ موی خدایت بند است گزینست و فحاشات
 ۸۲ ز تیغ نگر میید میباید و سست نیست
 ۸۳ در دامن بزرگ نیز نم سود نیست
 ۸۴ گزینشتم خرد باز کنی دشمنست و دست
 ۸۵ بابل ز زحمیت از دور زخمیست
 ۸۶ بین حارم بکسید ز تیغ است
 ۸۷ در بسته بکشد و آن بزم تیغ است
 ۸۸ با آب روان کنار گشتی گزینست
 ۸۹ بخت که جز بین نیست بهشتی گزینست
 ۹۰ سجا و بدوش و کاسه پادشاه است
 ۹۱ گفتای خور که کار عالم باد است
 ۹۲ روسی کل و جام پادشاهان یافت
 ۹۳ در یاب که عمر رفت ز نتوان یافت
 ۹۴ سلطان روح است و نیش زلفش است
 ۹۵ و بر آن کند این خمیه چو سلطان بر تخت
 ۹۶ قند کور و غم قناد و ناگاه بسوخت
 ۹۷ آتال تضایه ایگانش بسوخت
 ۹۸ یک کوزه سست اگر بود بر لب گشت
 ۹۹ ز سنگ بخرم اگر گستم پادشاه است
 ۱۰۰ با خرد خود و دل و چنگ خوشست
 ۱۰۱ دور از بر ما نیز از سنگ خوشست
 ۱۰۲ سبزه زمره سست و نیش خوش نیست
 ۱۰۳ بگل نمیدانست و باقی خوش نیست
 ۱۰۴ بیدار و سست و خردم نیست

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

خوشباشش عذری که با نری زن
و جمع نواں پیوند پیوست
فارس تر مشهور و آسودن پیوست
و سباب پیوست هر چه زیگر پیوست
خوشباشش که ستاد تو شازر پیوست
من بلیغم خیال شان بر من پیوست
خو خمر و لواط و زنا جرم نه است
از من خبرت که میزاد خواهی رفت
میدان که چه میکنی کجا خواهی رفت
چیمون اثری از چشم پانصد و نه است
و بدوس سزای وقت آسودن پیوست
تار یک و لم نور و صفای تو که است
این مزد بود لطف و عطا که تو که است
کرد و بل بهشت خوب باد و زخار است
این هر سه برانند و ترا شیر پیوست
گویند خور باد و گویند زار پیوست
و الله نورم خون عار و زار پیوست
شادی دینی که در قضا و قدر است
برش از تو نه از باری پیوست
وین مستی و سیم و نه از باری پیوست
نیکیست و نیکیست و گر با پیوست
بیاره همه تر ندیم مردم است
باقی همه هر چه پیوست اسباب نم است
یک روز ز عمر خویش نفع نگذاشت
باراحت خود که زمره ساز پیوست

زبان بر گزشت بر چه بوی خوشیست
بخیل بود و پا و چه جهان خشنیست
در چرخ خوشی نه گشت ده
بر زبانه شاد و روز خشنیست
پس گشت در مدینه ز راه دورست
از راه بر نه سال تحقیق زیست
بسی زد و دست دست در شانه است
کوتاه که جهان را بخوشی دست میست
بر هر شلخته لایع موسی دست میست
بوی سحر بر آن دل در دوش میست
روزی که تو به شوق به خوبی بود
با صبا در چو بوسه تو گرفت
نویز خوشی پیش نه بود
با و پیشین ملک نمود وین است
ز آموه و رفتن دیگر یار مکن
بقتل زنده و دلی و زبانه است
از چرخ خوش و چار ارکان و سر است
بر بیست که مدینه در عیبی بدست
نشد بیست که مدینه در قیام بگذشت
بهر ریخته پاینده مستعد است
ز دست تکی بفرشته سر بر زانوست
بس خواب کسان که چرخ بیاب بخت
بر حسن و جوانی اگر بسر غم مشد
بخت بختی که هر که را شاید نیست
بر چیز که هست آن چنان می باید

خوش باش و زیدی مگر در خوشیست
پاشب درین تنگ تو روزی میست
بین نوبت من چه زینت تو خوشیست
روح و قلم و بهشت و روزی میست
روح قلم و بهشت و روزی میست
ز انست که او نیست و درین راه دورست
روزی چو در شناس و فردا چو نیست
روزی که در راه سوسه و در عیبیست
روزی که در راه عیبی نیست
سوز زنده دل در راه نیست
فناج زان روز و روزی میست
مار بگذشت حیرت و جو به تو رفت
بوسه تو برفت و در خوشی تو رفت
ز چنگ شاد و من در روزی میست
فانے خوش باش ز یکدست و درین است
بخت اختر از شش بیت این بهشت
ایزد و بد و عالم چو تو یگان بهشت
مور بیست که مدینه در موسی بدست
ان قیست که مدینه در کسری بدست
سینه بمان را باغ جهان زانوست
وز کیمه زرد و آن گل خنده نیست
بس گل که بر آید از گل در پاک بخت
بس غنچه ناشکفته بر خاکه بدخت
مستی که ز حکم از پروان میر نیست
در خیز که از چنان نمی باید نیست

[illegible]

بسیار گشت زده گردان گشت
 تا تیر جو دیگران رسیدیم گذشت
 از بهر چه وقتش زنده کرد و هست
 در نیک بیاید این تصویر گشت
 بر که کند آنکه نیکیش عادت و خوش است
 یا دشمن اگر نیک کنی گردد دوست
 منزل که با شتی از چه دین به پیش
 زیر سر عاشقان چه بهین چه گشت
 اندر همه آفاق بیشتر به گشت
 راهی که بر رفت زنده به گشت
 خون دوزخ از تو به در گردن هست
 رحمت همه موقت گشت گردن هست
 دین مستی تو مستی مستی و گشت
 کین دست تو آستین دست و گشت
 از خند و مستر بگذر و در کوثر چش
 که کن قیاس پس لاف بر سر چش
 در راه مسلح به حیات و شمر چش
 سن جام به سم و سبزه شکر چش
 پیمان ز چو به شود چه شیرین و چه چش
 از سلخ جزو آید از غم به چش
 رو به تیر گشت و بر تیر به چش
 سپه و کمان و نعل و نیزه و فرین چش
 در باب دست که ز دست به گشت
 پیش پایدار که شب به چش
 پس از رخ که ز دل غمناک به چش

که بس که بناییم و جهان خواهد بود
 زمین پیش نبودیم و نسبدی هیچ خیال
 آمد که جهان زین کسدم فرستادند
 آگاه نیستیم که ایشان هرگز
 اندوهی که بر پای زکات بیرون شد
 کس بود از ایشان که پرتم از دست
 این جمع آید بر که مستامد و از دست
 و آنکس بر آید هر من جوان ایشان
 دلت برین دنیا همیشه غسالی بنیاد
 هر جا که دسلی دید که داشت و آید
 نه می که نامه جوانی ستم شد
 نماند آب که نام و چه شباب
 باین دوسه نادان که جهان دایر شد
 خوشبختی که خوری ایشان بمشکل
 پیوسته تر ابات ز زندان خوشبخت
 آن دین بصد پاره و آن صدت کبود
 ناپیدا میرنگد و بود خدای شد
 بر چشمه زمری دیگر آب حیات
 تا به ریشه آب جان نایم ز در
 گویند که به کن اگر وقت آید
 چون موه شود خاک بر کمر سازید
 خاک تن من باده غشته کلید
 نیام اگر چه خر که پسر رخ کبود
 بخت تسلی بیاب باده در جام وجود
 خوش باش که غشته بیکران خواهد بود

ستم نام ز ما دستم نشان خواهد بود
 زمین پس چون بناییم و جهان خواهد بود
 و اندر طلبش بر د جهان پیو دند
 زمین حال چند نگه هست اگر بوزند
 و ز دست اجل است بگره خون شد
 که جل مساندن عالم چون شد
 ز غصه و غم جهان تنو برارند
 زمین و فک که پیش می نشناورند
 بر از گزین هر کس که کشاد
 دایم و گسسته بر سر آن داغ نهاد
 دین تازه بهار شادمانی و شد
 فریاد ندانم که کس که کس شد
 از چهل که داناسه جهان ایشان شد
 هر کوه خروست کافرش سید آمد
 در دامن زید ز ایدان آتش یاد
 اقیانوس بر میر باسه دیدی کس یاد
 چند از پی بر زشت و کلمه خواهی شد
 آخر بدلی خاک فرو خواهی شد
 بعد بوسه فلک بر سر و پایم نهد
 چون زب که می که خدایم نهد
 و احوال را بسمت و دم سازید
 و ز کلبه در شست و شام سازید
 زو خیمه و در ایستاد و رفت و شود
 ساقی از دل هزار خیریت نام نمود
 بر چرخ زمان خزان خواهد بود

گفت که مگر بشکنم این زردان را
 گویند که ماه رمضان گشت پدید
 و در غرضهات بخورم چند آن سینه
 اگر شربت عیش معات باشد که رود
 اینها همه سهل است به ترویج سهل
 کس شل سیر از دل نشاند
 این پیغمبرم ز دست دمی تا گشت
 که این طبع جهان که باشی غرضه
 خوشبختی چنانکه هست این و خیال
 کس را پس به وقت نشاند
 بخت و دور سال تو که در مشرب و روز
 گویند بشه گفت که خواب بود
 از خیر محنت حسن نمایی تا بد
 که خور که ز دل کثرت و قلت بهر
 پر بسز کن ز کیسای که از
 نه گرچه مرا مست ولی تا که خور و
 هرگاه که این سه شرط است بگو
 من یاده به جام بینی خوابم کرد
 قول سه المای عقل و دین خوابم داد
 من بخورم و به کی چسب ابل بود
 سه خور و این حق ز ازل نیست
 میخواره اگر غنی بود عو رشود
 در حقه سهل زان ز مرد در بیم
 نابوده بلیغ در طلب شایسته چند
 در کسوت خور و آن که اند

بدیم ز به ب تشرع بر شتاب
 من بعد بگرد و باده نتوان گردید
 تا ندر رمضان مست ببقیه تا عیب
 بر پوششش مایلش باشد که رود
 این واقع سهل است که بی بایر رود
 کس یکقدم از نهاد بیرون ننهد
 بجز است بدست هر که از مادر زاد
 از نیاید و بد ز نه بکسر سهل پیوست
 هم بگذرد و نماند این دور و چند
 و ز سه قدر هیچ کس آگاه نشاند
 صد و نشت و وقت کوتا نشاند
 و آن یار ز منت تو خواب بود
 خوشبختی که عاقبت نموده بدید
 و نماند بخت و دور و ملت بهر
 بگویی خوری به ار ملت بهر
 و نماند به منت و اگر که خور
 زنی خور و مرد مرد تا که خور و
 خود را بد و جام است فنی خواب بود
 پس دختر ز را زنی خوابم کرد
 سه خور و آن او نزد خدا سهل بود
 اگر من بخورم عالم خدا جمل بود
 و ز عریده اش جهان پر از شیر شود
 تا دید که افنی غم کو رشود
 تنها ده ز خود شستن بروی که چند
 بد نام گفتند که نکر نه که چست

رشته در طلوع صبح از رقی باشد
۲۰۰ نیند که تنق تع بود و روانه
۲۰۱ بر تنست که از سهره جهان آید
۲۰۲ جیسی مستان ز خاک بیرون آید
۲۰۳ ز تاشقی بر تن خود غصه و درد
۲۰۴ ز تنیش که گریه و نفوس گرم تو سود
۲۰۵ به جگر که ساقیش بجام افشانند
۲۰۶ بجان الله ز باده می پذیرای
۲۰۷ ز هر بکرم ترا چو مانشناسد
۲۰۸ گنجی که گزیده کنی بدو ز شایرست
۲۰۹ یاران چه با لقا میعاد کنی
۲۱۰ بی بیم سبک منانه برکت گیرند
۲۱۱ یکر و زلفک کار مرا سازند
۲۱۲ یکر و زلفک کار مرا سازند
۲۱۳ یکر و زلفک کار مرا سازند
۲۱۴ یکر و زلفک کار مرا سازند
۲۱۵ یکر و زلفک کار مرا سازند
۲۱۶ یکر و زلفک کار مرا سازند
۲۱۷ یکر و زلفک کار مرا سازند
۲۱۸ یکر و زلفک کار مرا سازند
۲۱۹ یکر و زلفک کار مرا سازند
۲۲۰ یکر و زلفک کار مرا سازند

۲۰۰ باید به بدت پادشاه رقی باشد
۲۰۱ باید که برین دلیل رقی باشد
۲۰۲ موسی صفقان ز شاخ کشت بنامند
۲۰۳ و ز چشم حجاب چشمها بکشایست
۲۰۴ تاج کنی سیم سفید و زر زرد
۲۰۵ باد و ست بجز که بکشت خواهد خورد
۲۰۶ در دیده اگر زلفش چشمش اند
۲۰۷ آبی که ز سر ز دولت بر پاند
۲۰۸ بیگانه ترا چو انشتانست
۲۰۹ این را سبک گو ز ترانست
۲۱۰ خود را بجمال بند گر شاد کنی
۲۱۱ بی رده فلان را چه یار کنی
۲۱۲ هرگز سوسن دسخت خوش از آید
۲۱۳ کار و زلفک کار مرا سازند
۲۱۴ وز کوزه شکسته دم آبی میرد
۲۱۵ با خدمت چون خودی چرا با بد کرد
۲۱۶ بهتر ز سلف فعلی که هیچ ندید
۲۱۷ به زانچه فروشنده چه خواهد خرید
۲۱۸ از جمع کمال شمع انجاس کشند
۲۱۹ گفتند فسانه بود ز خواب شدند
۲۲۰ بالاس بخت و در چرخ نم گیسرد
۲۲۱ اگر و امن خویشتن غرام گیسرد
۲۲۲ گوئی که شکسته در زمین خواهد ریخت
۲۲۳ تر از این بخت و در چرخ نم گیسرد
۲۲۴ بر زلفک کار مرا سازند
۲۲۵ بر زلفک کار مرا سازند
۲۲۶ بر زلفک کار مرا سازند
۲۲۷ بر زلفک کار مرا سازند
۲۲۸ بر زلفک کار مرا سازند
۲۲۹ بر زلفک کار مرا سازند
۲۳۰ بر زلفک کار مرا سازند

آن تو بر که عقل در جهان شکست
 و در نیمه کز حد و سیر آید
 جهان نیست مرا به ریشه و دانه
 اجرام که ساکنان این ایوان
 باین آسیر رشته مشرد که نمک
 تنها که فلک بیز و دیر آید
 در دامن آسمان در حبیب زمین
 آنها که اسیر عقل و تمیز شدند
 رو با خبرن و آب انگور گویین
 آن عقل که در روز و سحر و شب
 و ریاب تو این یکدم وقت که ترا
 ماه رمضان برقت شوال آمد
 آمد که رنگ فیکر اندر ویش
 بران موافق همه از دست شدند
 بودند بیک شراب در مجلس عمر
 آنانکه بگمزه و جو موصوفت
 گویند که شبی، جنبیدیم همه
 تا خاک مرا اقبال آیدند اند
 من بهند ازین، می توانم بود
 تنها که شد و نیاید تاب اند
 بر خشاک که نیست همه در آب اند
 از آب مردم خمر مرا کاشته اند
 گشته چو باد بسببم گرد جهان
 چون نیست در روزمانه سوسه زخ
 پیش آور زان
 ابرو

و این چه که میوه و دشت یارم و رید
 آن چه در خوشتر ازین سیر آید
 تسلیم کز جو و دشت تسلیم آید
 اسباب که در دشت دست اند
 بانات که در دشت سرگردانند
 آیند و رو و نه و باز با و هر آید
 خلق نیست که تا خدا نیاید و ریت
 در حسرت هست و نیست نایه شدند
 کاین خمیران لغو و موی شدند
 روزی صد بار خود ترا میگویند
 آن تر که در دشت و دیر و دیر
 شکم نشاط و عیش و تنوال آمد
 بویید که پشت پشت تنال آمد
 در پاس ابل بجان بخت شدند
 دور و دور پیشه از دست شدند
 در دشت بخت و دیر و دیر
 شبی زوئی در کس و عذر
 پس قنطاری خاک بر بخت اند
 کز بخت و چینی برون بخت اند
 و تنها که شب بیدار در خواب اند
 بیدار بکلیست دیگران در خواب اند
 از آتش غم روح من فرشته اند
 تا خاک من ز جاسه برداشته اند
 خرد و از زمانه زنی بخورد
 تا بگو که زمانه سوسه ما برنگرد

چون شایر روح خانه پرواز شود
این ساز وجود چار ابریشم طبع
نه که بکفر در معنی سفتند
و اشت چو نگشتند بر اسرار فلک
این خلق همه نران با افسوس اند
خوانی که کنت پاسه نران بوسه
در زنده که جزا سے بر صفت خواهد بود
در حسن صفت کوش که در روز جزا
آن کاسه گرسنه که هسه سر پا کرد
بر خنان وجود مانعون کاسه نهاد
انده نرا خیسر خواهم کرد
بشوق تو در خاک نرو خواهم شد
سایر غایبست که نور انر رخ دلیر که
صفت نیت بر پرواز دله باید گفت
بر خرافه اسی نکه او اهل بود
خوابی که بدانی بیقین دوست را
خورشید شد صبح بر باح افکند
سکه خور که منادی سحر بخیران
یاران بموا نعت چو میعاد کنند
چون باوه خوشگوار نوشید بهر
چند ان کرم و اشت نر آغاز چه بود
اکسین همه در رنج و لم میگوشتی
آنها که اساس کار بر زرق نهند
بر فرق نعم خود را دراپس ازین
نما که در آمدند در خوش شدند

هر جنس با نسل خویشین باز شود
از زخمه روزگار بے ساز شود
در ذات خداوند نماند گشت
اول ز نغز و تار و آخر خفتند
بر مشله و میان تخی چون کوس اند
خوش نام بزی که بند و افسوس اند
قدر تو بقدر معرفت خواهد بود
حشر تو بصورت صفت خواهد بود
در کاسه گری صفات خود پیدا کرد
وان کاسه سرنگون بر آرد کرد
وان را بدو حرف حشر خواهد کرد
بمهر تو به ز خاک بر خواهم کرد
و پییر در غمش ز ندگی از سر گیرد
کین حدیثست که با سر خنکان در میرد
سر در قدمش اگر نهم سهل بود
دو ز رخ بجهان صحت تا اهل بود
یکم سر روز باده در جام افکند
آوازده اشتر بوا در ایام افکند
باید که زد دست پا و بسیار کنند
نوبت چه بکار رسد نگو نسا کنند
وان دشت در طرب و ناز چه بود
آخر چه گناه کرده ام باز چه بود
آیند و میان جان و تن فرق نهند
اگر بهیچ غم و سهر آره بر فرق نهند
اشق ناز و لال و خوش شدند

خوردند بسیار و خاموش شدند
ز و اگر نشیب نیکو چنان بخشند
گر نیاید آیم مرا از ایشان شمرند
از گردش روزگار بهر سه بر گیر
از طاعت و معصیت خدا مستغنیست
افلاک که جز غم نغزایند در گری
تا آمد دگان اگر بدانستند که با
از بودنی ای دوست چه داری بجا
خرم تو بزی جهان بشادی گذران
این ایل قیور خاک گشتند و غبار
هر ذره ز هر ذره گرفتند کنار
ایدل همه اسباب جهان خواسته گیر
و انگاه بر آن سینه شبی چون شبنم
سنت مکن و فریفته حق بگذار
غیبت مکن و جوئے کس را آزار
از گردش این زمانه دون پرور
چون غنچه بگلزار جهان بادل تنگ
ایام جوانیست شراب اولی تر
این عالم فانی چو خر بست باب
اسی در طلب تو غافل در شر دشور
ای با همه در حدیث و گوش همه گز
با سفله امتد خوس و بے عقل و وقار
بدرستی دشور و عریزه در شب عیش
چون غیبت ز اختر آنگر رود اقرار
هان تا منی

در خاک بد بزمم آن خوش شدند
قسمی بمن رند پرستان بخشند
و بر باد شوم مرا بدیشان بخشند
بر تخت طرب نشین بکفت ساغر گیر
یار کے تو مرا در خود ز عالم بر گیر
نهند بجا تا نر بایستد در گری
از دهر چه میکشیم نایستد و گری
در زنگرت بهود دهل و جان افکار
تبریر نه با تو کرده اند اول کار
بچو دشمنان و تنبرند از همه کار
آه این چه به است که تار و زشتار
باغ طربت بسپرد آراسته گیر
بنشند و یاد داد بر خاسته گیر
و ان نقشه که داری ز کسان بازدار
هم و عده آن جهان منم باده بسیار
با صد غم و دردی بر مغمم بگر
چون لاله ز باغ دهر با خون جگر
با خوش پسران باده ناب اولی تر
از باده در او مست و خراب ایل تر
در پیش تو در ویش و تنوگر همه حور
و س با همه در حضور و چشم همه کور
ز بهار محو باده که رسخ آرد بار
در دهر و عذر خواهش روز رخسار
چندین زبانی مرا دول رسخ مدار
بگذر شستن و گذشتن است آخر کار

بمان سے اوصاف نامشوش بخور
سے خون رزاست و رز ترا میگوید
ستاب شوی کیچو کے سنگ بخور
سوفی شہزادہ این بخوری آن بخوری
دی کوزہ اسے بدیدم اندر بازار
دان ال بزبان حال باوی ملکیت
شیر و سنہ از دست بسد خوشتر
تو بوی ز سبزه تخت ار سے
بر و از د پاسر ناپیدا غور
تخت چید و در نور سدر آ و مکن
تو چید و در صد و چید سی صد چید هزار
بہ شہی و تر گد اسے بازار
اور اخوانی ز زان و فرزند پسر
بر چہ کہ دست بند را بست ترا
ایمل جو حقیقت جہالتست مجاز
تق را بختنا سپار و باد و زبان
از بندار افشان این راه دراز
زینمار و زین سر چید از د و تجار
زین چرخ کہ با سہ نسب گوید راز
بخور کہ کیس عمر دو بارہ ندر
اسد بہ چہ سرور ان عالم قیروز
بشبنہ و دوشنبہ و سہ شنبہ و چہر
اسے خوش ایہ غمزدہ گر رنگ آمیز
تو حکم ہی کنی کہ در سن مستکر
باقو بخوابات کر تو بیم راز

بر باد بستان لغز و لکش می خور
خون بر تو حلال کردہ خوش بخور
یا یک منگی بادہ گنگ بخور
در خور و تو سنگست برو سنگ بخور
بر تازہ دے نگد ہی زو بسیار
سنت بچہ تو جودہ ام مرا نیگوید وار
بوسے قدح از غذا سے مریم خوشتر
ز ناز بوسعید و ادہم خوشتر
یا مہبت کہ جلد را جیشا نید بدور
سے نوش بخوشدلی کہ دوست بخور
زین کہند سراپا و ن بر نعت ناچار
ازین ہر دو بیگ نرغ بود آخر کار
مردانہ در آرزویش پیوند بیک
یا بند چگونہ و روسے بنابر
چندین چہ خوری تو غم ازین پنج و سہ
بین بر فتنہ قلم زہر تو ناپید باز
باز آمدہ کو کہ بہا گوید راز
چہ سہ نگداری کہ ہی آئی باز
کشتہ بستم ہزار محمود و ایاز
ہر کس کہ شد از جہان نمی آید باز
دنی کہ چہ وقت می بود روح افزاز
پنجشنبہ و آدینہ و شنبہ شب و روز
بشبن و ہزار فتنہ بستان و غیر
این حکم بیان بود کہ چہ در روز
ز ناز نگد ہی بہر بخور اب تاز

است اول و آخر همه خلقات تو
 یا مردم پاکباز و مستجاب
 گزیر و دیر ترا خردمند پیش
 باز بودم بر مدد از عالم از
 اینجا چه نیافتم شکر سر مر
 عکس که از اول کمال باشد بر این
 آنگاه میان امر و نهیش عجب
 ز قست و ز رفتگان سیه تا مد باز
 کارت ز نیاز سیکشت پیر و نماز
 رو بر سر افلاک جهان خاک انداز
 چه چایست و چه دشت و چه چایست نماز
 که گوهر طاعتت شستم بر گز
 نو میدنیم ز بارگاه کرمست
 کردیم و گز شیوه رندی آغاز
 هر جا که مرا می است مارا بینی
 ز لبت گمانیم و فلک نسبت باز
 باز چیه می کنیم بر شمع و جو و
 می پر میدی که چیست این نفس مجاز
 نفسیت پیدا کرده از دور یابی
 ما عاشق و آشنه و مستی امروز
 از مینای خورشید بگلی راست
 معشوق که عمرش چه غم باد دراز
 بر چشم من انداخت وی چشم درخت
 لب بر لب کوزه جو و مهر غایت از
 لب بر لب من نهاد وی گفت بران

خواهی تو مرا بسوز و خرابی بنویس
 از نام بیان شیراز فرستاد گز
 و رفتش و دیر دست تا ابل بریز
 تا بد که رسد سن از شبیه به نواز
 آن در که ویرانند هر بدست و تیر باز
 فرموده و امر کرده که بوی بگریز
 و مانده جهان میان کج و دار و مرز
 تا با تو بگوید سخن از پرده و اثر
 باز بچه بود و نماز سے صدق و نیاز
 سینه خور و در و خور و بیان می تا
 هر که چله و دگرگان سیه تا مد باز
 هر که دگر از چهره ز شستم بر گز
 ز پیرا که سیه را و دگر شستم بر گز
 نگه سیر می نه نیم بر پنج سباز
 کردن چو دایمی سوسان که در دایم
 ز روستای خسته ز روستای مجاز
 رفتم بخت و در بد و یک یک با
 هر که یک یک حقیقتش بست و در ز
 و آنگاه شده بهتر آن درید باز
 و کوه سفان باد و پرستیم و در
 پیر سینه بحراب نسیم از دور
 امروز بقیه کشف کرد و اعتنا ز
 یعنی که نکوی کن و در آب انداز
 نماز و ظلم واسطه علم سرور از
 که خور که برین جهان نمی آلی باز

در قمر برشته بزم گنجی خسته
 کنون در بزم آن ناله محبوس
 سه اذن آمد از صیبر مبرکس
 یارب تا بر اقباب و در و پندیر
 دست دیدم شسته بر باره طلوس
 با ناله جیست که افسه من افسوس
 ناله در خانه آید و میرس
 این یکدم نقد غنیمت میدان
 گنار و دوزان شوق آن زریں پلاس
 سینه خیز شود به صیبا رعنقوال
 پندرسد و بخت آریمن داری گوش
 غمینی همه ساهست و دنیا یکدم
 تا چند گزشت نادانی خویش
 ز ناله و مشانه بر میان خود جهمیست
 پیام از راه باد مستی خوش باش
 دیوان شکر کار نیست خودی بودن
 در کار نه کوز و گری رفت و پیش
 ناله یک کوزه بر آرد و خوش
 دست به بین نه گذر کردم دوش
 شکر فرا شدم ناله زری اسکیر
 را از شکر خسته در و پاستی
 آن قد تدوان آت و آتش خدایم
 در لاله تراست در آتش میبارش
 سینه در فلک برتافت و در
 ناله و در و پندیر و در و پندیر

و در جهان دور جهان شور و می
 استغنه چنان دار کج دار و مرو
 و حالت یزد و سنگی همه
 نسه تو به دنا و عذر یزد بر همه کس
 و پیش نهاد و کلاه کیکاؤس
 کو بانگ جز سها و جانا کو کس
 از هر چه رسد چو نیست پائنده پیر
 از رفته پندیش بزا پنده پیر
 و انجام خرابی چنین نیک اساس
 سنجید و تمیز و بمقیاس قیاس
 از بهر خدا جامه تزویر پوشش
 از بهر دهنه ملک ابد را فروش
 بگرفت دل من ز پریشانی خویش
 وانی ز چه زنگ سمدانی خویش
 باز رفته اگر شستی خوش باش
 استخار نیستی چو هستی خوش باش
 و پیرم از دین کوزه گویا و خموش
 کوزه گره گره کوزه خرو کوزه فروش
 پیرم دیدم مست و سبزه پردوش
 و تارم از خداست و باوه مینوش
 و آب حیات است و منم الیکش
 و آن گفت خداست نافع المناش
 و آنکه و پیکر هیچ و شامش مینوش
 و آنکه و پیکر و آنکه و شامش مینوش
 و آنکه و پیکر و آنکه و شامش مینوش

چه کفر و چه سلام چه طاعت چه گناه
یک یک بنرم بین و گنبد و دودش
از باد و هوا آتش کینه ترا منور
غم چند خوری ز کار نامزد پیش
خوش باش و جهان آنگاه که بدانی
مایست که قتل کفر است نه زارش
این کوزه گر در هر چندین جایست
سور قدس الضافات که مایست
رایق نه بود هیچ گران بدم من
اسه چرخ فلک زمان شناسی تک
نه چرخ زنی و شمع پوشیده شود
گر گل نبود لیلی باخار اینک
در سجده و سجاده و شیخی زبده
گر صلح نیابم ز خاک جناب اینک
جامه کمال از عنوان زلفه بزم
بین هیچ و مید و دامن شمشیر پاک
سکه نوش و لاله هیچ بسیار و در
از آتش آخرت نیر و راهی پاک
بدن باد و جمل و غایت کمال
این صورت که نه ترازو نه سنج
بشیش ترحم و دین و نور نیاس
باسر و قدس ترازو ترازو حسن گل
تراش پیش که نگار شد دانه و در
در سکه هیچ سو و اسه محال
باد و زار نشد و عیشت بیکن

تقصود ثنوی بهانه بر زرش
هر جر که رفت بسته بدست
تا سینه خاک رسول الله
نمیست غیبی در هر دو برایش
تو خور ویت غم قلنا تا بر دگر
صد بود سوره بر جبین زارش
ای سوره با نر بر زینتی زارش
در کانی پیش و نیست عیشت
خبر ساز باد و آن نیست عیشت
پیوسته بر مینه سازی پوشاک
پس چرخ زنی از تو اگر نه تک
و ز تو را کسب سرتار اینک
تا قوس و کعبه و زقار اینک
در نامرگوشا شدم نیک و پاک
آنس که پیور در دستان اینک
از نیر و عبوح کن چو ابله غنک
اور و سکه پاک کرده و سکه پاک
در آب ندامت نشسته بر تارک
ترسم که ترازو نشد و پیور و خاک
جارت نبود و بر نر و دین
تا سر شوازه و نقش خیال
از دست در بیامی و دین
بهرین که تو چه بر سحر این گل
سکه خور و سکه سال و سال
اخته بچا و بکر مادر و محال

تستی کمال دلربائی به جمال
زین نادر و ترک دیدار بجهان
که برکت من نه و بر آرد غافل
بند اگر و پرده خور و ن
اسرار حقیقت انشود حل بسوال
بهمان مکنی و خون خوری پنجه سل
ز برم جنبش خاک تا او ن زحل
نیرون جستم ز بند هر مکر و حیل
ناک ز ابد حدیث و ناسک ز ازل
بشکام طرب شراب را نیست بذر
از خالق کرد کار و از رب رحیم
ز دست و شراب مرده باشی امروز
خویش ز گردش تو خرسند نیم
ز میل تو با یغ و و نادانست
اسے مفتی شهر از تو پر کار و قریم
تو خون کسان خوری و ما خون زن
آن به کربام باد و دل شاد کنیم
وین عاریتی روان ز نوا پیرا
آن خسته که از اجل کریزان کرد
عالم مشتاق دل اسیر بال کیم
بدر رخ فلک که او در خمیر نیم
خبر بشیر ز غایت و عالم فانی
از آب و گل رسیده من چه کنم
بر نیک و بد که آید از ما بود
اسے دوست بیا تا غم فروا بخویم

دل پر حق و زبان ز گفتن شد و مال
سن تشنه و پیش سن روان کب زلال
بناال مندلیب و صورت لبس
نوار سر شیشه نکر دسے غافل
نیز به دور با حق غمت و دل
از قال تراره نه نایب و جمال
کردم همه مشکلات گرد و ن راتل
بشکام طرب شراب را نیست بذر
بند نیست ز انداز من مسلم و حل
هر مشکل را شراب گرداند حل
نوسید مشو بچرم عنیان غلیظ
فروا بخشد بر استخوان باسے ریم
از دم کن که لایق بست نیم
سن نیز چنان اهل خود دست نیم
با این همه مستی از تو پیشا و تریم
الافاف بده کد ام خونخواه تریم
وز آند و گذر شسته کم یاد کنیم
بیک لحظه ز بند و قل آزاد کنیم
ز آن برگ ز شاخ عمر زین کردیم
ز آن پیش که خاک خاک بیزان بود
فانی من سیاه نه و مثالی او نیم
ما چون دیریم کاندرا و گردانیم
وین چشم و قنصیب نذر شسته من چکنم
تو بر سر من نوحه من چه کنم
زین بدمه عمر را غنیمت شمریم

فروال ازین ویرهن در کز ریم
 سیه باد و میباش تا توانی یکدم
 اییس اگر باد و بخورد سیه یکدم
 بر خیز و یوب پاسه تا دست ز شیر
 و رعیت زدن و ذوق نادر و تپان
 بر خود و کاه و آرزو و رسته
 جز دوست چه کس نیست که یار و دستر
 بوی سینه ز گردن فلک سینه سینه
 نسیم ز کوه از کوه و جهان بر خیز
 و مغش خاک خشکان سینه سینه
 بیدار و غیر اسه سیدم می نگرم
 بر دست تو سینه ز کوه زاندر ششم
 زانکه تو هم سینه و کوه و کوه و کوه
 زانکه برین زانکه جهان زانکه
 برین و حقیقت است زانکه برین
 با چیدان و عقل بر و زانکه ششم
 در ده تو بچا سیه می از ان پیش که ما
 تا چند ملاست کنی اسه زانکه خام
 نود و غم سیه و زانکه تبیس
 با نفس همیشه در سینه و کوه
 کیم که زمین و کوه و کوه و کوه
 جهان سینه و کوه و کوه و کوه
 بر کوه و کوه و کوه و کوه
 جهان سینه و کوه و کوه و کوه
 بر کوه و کوه و کوه و کوه

با بهشت نرسد که آن تهر ستره
 اگر باد و شود قتل و دای و دین
 کرد که دو سر از سجده پیش اندر
 ستر رفتن ترک بر منست زین
 ازوق غیب آن یو که در شست زین
 و ز منست هر ناکس و کس و رستم
 دایم و انم و او چنانکه بست
 با طبع شمس خورشید و زین
 حنف که در رخ ز جهان بشیند
 و زین بر زمین نشتان سکه
 تا آرد کون و فیکان سکه
 با نوشته تو زین رخ ز تاملیت
 یک ذره ز تاملیت زین
 و ز مروان و از رفتن جان زین
 چون یک زین زان زین
 در و هر چه صد ساله که زین
 در کار که زین زین
 ما زین زین زین
 ما با من و معشوقه و یلم یکا
 و زین زین زین
 زان زین که دیدی که زین
 زین زین زین
 تا آخر کار زین
 پس زین زین
 چون من رفتن زین

در مستی اگر چه با نیا از آمده ام
وز سبب اینها سجا ده دزدیدم
بهر تو این گردش کردون خوریم
با خون بهمانست و بهمان خونی
و عشق اندوه بود ملاقات بکشم
گرچه دانی کند جفا سے ترا
از غم و جو و دیر تیر و ایم
چون در زهر مراد و اسب گذرد
و بیاد چو قندست من بجز فن تکم
گویند که ای زدت تو بهر باد
در پاس اهل جرمین سرانگشت شوم
زینهار کلمه بسفر ترا می کشید
زینوار که سن کار بهمان می بینم
آهان الله هوسه چه در میگیرم
جمع دست و دست بر سر گلنگ ز نیم
دست ز اهل دراز خود باز کشیم
آزین گنر و دست زین کردستم
گفتی که بر ز عجز دستت کی سرم
اگر من ز سبب مستم هستم
هر تان که این گرانے دار کند
بشمار خود و ده ام دست تا بستم
ای باب این جام و سینه بر سینه غم
من ای بهیستی و بهیستی و انهم
باین همه از وانش خود شرم باد
من یاد خوریم و یک بهیستی نکم

حقا که زان بهر نماز آمده ام
آن منته شد دست باز از آمده ام
جز به دو ناب صاف فلان خوریم
ما خون دل خونی خود چون خوریم
در لشکر این عهد غرامت بکشم
یار سے کلمه از انکه تا قیامت بکشم
وز پاید مرد می بریر آمده ایم
اسے تماش سر آمده که سیر آمده ایم
جز یاد و نشاط و سیر روشن ز کرم
و خود ندر و بر بد و حسن ز کرم
در دست اهل چو مرغ پر کشد شوم
باشد که بهوسے از دست زنده شوم
عالم همه را انگان بران می بینم
ناکامی خویش اندر آن می بینم
وین شیشه نام و رنگ بر رنگ ز نیم
وز زلف و دراز و دامن چنگ ز نیم
بغیر تو امی است که گیر و دستم
عاجز تر ازین نوا که کنون هستم
وز کافر و گبر و بت بستم هستم
من زان نحو و هم چنانکه بستم هستم
اشب شب قدر است میان شب بستم
تا روز بگردن مرا می دستم
من باطن هر فرزند و بهیستی دانه
گر مر تیر و در اسے مستی دانه
الا بقدر و دراز و بهیستی کلمه

دشمن بدو گفت که من نمیفهمم
 مگر این جو درین غرض بیان میدهم
 چنانکه از خود نیست تر هست تو
 زین طرفه تر آنکه از شراب مستی
 نمی گفت که من یوسف مصر میهم
 غم جو تو یوسفی نشانی بناسه
 بچند بگوید کی با ستاد شدیم
 یا بیان سخن شنو که مارا چه رسید
 پاک ز عدم آمدیم تا پاک شدیم
 بودیم ز آب دیده در آتش دل
 و بستان جام پر جهان پیو ویم
 ز تاه چون دست جام می بشویم
 فرزین مفتاح دست غمات شدیم
 از بازی نیل به شاه چون در ماندم
 ایندو چه کز است آنچه من خواستم
 که جمله نمواست که خواسته است
 هنگام نکست اختیار به کف
 با سبز خندان دلاله رخ روزی چند
 تا فلن میری که من بخود موجودم
 این بود نبود من ز بود او نبود
 من به سکه ناب زیستن نتوانم
 من بندم آن و مهر که ساقی گوید
 است شسته شب و روز در میانگران
 از رخسار چین و باز آسکه بخود
 است آنکه تویی خلاصه کون و مکان

ایندو اندر که آنچه او گفت نسیم
 آخر کم از آن که من ندانم که بیم
 بر چن بکشد یا به تر پست تر
 به لطف که بشیاز تر مست تر
 یا قوت گران مایه پر زرد بنم
 آنکه آنکه بخوان عشق نگر پر سنم
 بچند با ستادی خود شاد شدیم
 از خاک بر آمدیم و بر باد شدیم
 آسوده در آمدیم و غمناک شدیم
 وادیم بیاد در و در خاک شدیم
 روزی ز نشستیم و شب ز غم ویم
 خود جام جهان ناله هم من بدیم
 از اسپ پیاده از غمات شدیم
 رخ بر رخ تو نماده امات شدیم
 که کرد و راست آنچه من خواستم
 پس جمله خلاصه آنچه من خواستم
 و آنکه به خلاف شرح کار به کف
 بر سبز ز جریه لاله زار به کف
 یا این ره خون خور به پیو ویم
 من خود که بدم جانم که بودم
 سبب باد کشید ز تن نتوانم
 یک جام و گر بایه و من نه تو انم
 اندیشه نمیکش تو از ز گران
 که یام چگونه میکند با و گران
 آنکه از دست و سوسه سود و زین

یک جامه سنی باقی بستان
 از گردش این دایره پاییان
 یا با خسری تمام از نیک و بدش
 حوال جهان بر دلم آسان میکن
 امر و زخو شتم بداند و فردا با من
 از اگر و قوتست بر احوال جهان
 چون نیک و بد جهان بسر خواهد شد
 بر خیز و مخور و غم جهان گذران
 در طبع جهان اگر وفا کس بود
 بشنو ز من از نزدیکان
 بر گوشه صفت است بشنید
 تا بتوانی خدمت رندان میکن
 بخت تو سمن راست ز جباران
 حق جان جهانست بهت بدین
 افلاک و ناه و سوا سید و سلطان
 وی شب ز سر صدق و افتادل من
 جانی بمن کور و کسبتان و بخور
 خواهی بخت پس تو کرد و ان کردن
 بجهون منت اعتقاد با پر کردن
 در عالم خاک از کران تا به کران
 محض از جهان بیوفا چیزی نیست
 وی بر لب جو کس با فکره موزون
 رویش نهاده عدل کز گهرش
 شریک نایب ازین تباهی کردن
 کیم سر را از این لاشه

تا باز رهی از غم بین هر دو جهان
 بر خور واری و و نوبت مردم رازان
 یا بخسری تمام از خود و ز کار جهان
 و اقبال بدم ز خلق پنهان میکن
 آنچه از کبر است سر و پاهایان میکن
 شادی و غم و ریج بر و شند کسان
 خواهی تو بد و بد باش و خواهی در مان
 خوش شباشی دس بشاد و بدی گذران
 نوبت بتو خود و پیوسته ز دران
 اندیشه کن زمین فلک میسر و من
 باز بچه چرخ را تماشا میکن
 بناد و نماز و روز و شب و بیان میکن
 تو بخور و در میهن و احسان میکن
 و نشانت را که حواس این تن
 تو توبید بهین مست و دیگرها بهین
 در میکند آن روح ز کربان من
 گفت و خورم گشت به سه دل من
 کار تو بود و همیشه جان پروردن
 و خور و ان و اندر و جهان خوردن
 چند آنکه نظر کنند صاحب نظران
 الای لعل و بهار من خوش سپران
 من بودم و ساغر شرب کحلوان
 نوبت زین صبح صادق بر بیرون
 زمین ترک او امر و نواهی کردن
 از اگر و با کفی چه خواهی کردن

نیست دیدن شش و ششک زمین
 ز حق ز حقیقت ز شریعت ز یقین
 تو نه متفکر نه در مذمب و دین
 ناگاه منوری بر آید ز کسبین
 بادست در آسمان و تماش بر زمین
 چشم فروت کشا به چو گل یخین
 گویند بر اسب که گشته خور ازین
 عذر مرگش یزداد و بعد مست
 گر بر فلک دست بسته چون یزدان
 نه تو فلک و گر چنان ساخته
 مسکین دل در دست دیوانه من
 در سر که شهاب عاشقی میزد و شد
 و خور و دیو و دیوانه گریه ویدن
 که عاشق دست و زرقی خوابد و
 نتوان دل شاد را بفرسودن
 و در هر که داند که چه خواهد بود
 نیکیست بنام نیک مشهور شدن
 خوار میسے آب انگور شدن
 بار ببال اسیر من رمت کن
 بر پاسه خرابات روین بنفشه
 یارب ز قبول و ز زوم باز رهان
 تا بشیام ز نیک و بد رسید انهم
 زمین گنبد گردیده بد افغالی بین
 تا تنوائی تو یک نفس خسته باش
 چون حاصل آدمی در این شور و شان

ز کفر و نه اسلام و نه دنیا و دین
 نذر و جهان کرا بود ز هر این
 همه متحیرند در رشک و عجبین
 تا سه تجریران راه نه انشتین
 یک کار و دیگر نهفته در زیر زمین
 زیر و نه بر دو کار شستی خرمین
 آخر آنچه عذر بر نه از می مر ازین
 الشافیه به به عذر و ششک زمین
 بر و استگین بین فلک و زمین
 کار و دو بکام دل بیدر آسمان
 بشیام نشد ز عشق جانانه من
 در خون جگر ز و ندیپا من
 به زانکه بزرگ و زاپری و زریه
 پس در بهشت کس نخواهد دیدن
 وقت خوش خود بشک رمت سون
 که باید و مشوق و بکام اسون
 عارست ز جور جرخ و بخور شدن
 به زانکه بزرگ و خورشید مغرور شدن
 بر سینه غم پذیر من رمت کن
 بر دست بیاله گهر من رمت کن
 مشغول خود رمت کن ز خودم باز رهان
 مستم کن و از نیک بازم باز رهان
 و ز رفیق و دشمن جهان خالی بین
 ز و استگروی مطلب عالی بین
 ز خور و دن و نه نیست باکندن جان

خرم دل آن که زمین جهان زود بخت
 برید جیب عقل ز تنگانی گردان
 ستاره تو زوزگار چاکر سست
 سر زل را نه توانی در زمین
 بخت ز پس پر دو گنگو سمن تو
 بین چرخ فلک به پاک سمن و تو
 بر سبز نشین بتا که پس ویر مان
 تن چرخ بخت جهان پاک سمن و تو
 زنگه ز بر اسے خشت تو زوگران
 آن فکر که بر چرخ ہی ز پس
 بریم بر سبز و شش فاخته
 زوگران و رفتی ما سود کو
 در چرخ چرخ جسم چندین پاکان
 ای آب حیات مضر اندر لب تو
 گر خون خرمی مخور مر در نیم
 آنرا که پیر کشت ز قدر است تو
 صد سال با امتحان گند خواهم کرد
 بر و پیا و سبزه اسے ز لحو
 کین رخ بخت شد بتان مدو
 ما نیم خریدار سے کہنے و تو
 زانی که پس از یک کہا خواہی رفت
 نا کردہ گناہ در جهان کیست بگو
 سمن بر کفر و تو بہ مکافات دہی
 ز قوت لبہ علی جہنم سے کو
 تو پیشتر امر و در مسلمان شد

آسود دستہ کشت و پیا مدبر جهان
 شاید گردان و سے ندرانی گردان
 چند آن بہت زمره دانی گردان
 دین حرف معنی ز تو خوانی و نہ سمن
 حیران پر وہ بر انت ز توانی و نہ
 قصد در دیکان پاک سمن و تو
 تا سبز بر روان در رخسار سمن و تو
 خشتی و نہ مند بر مناک سمن و تو
 در کا لبہ سے کشد خاک سمن و تو
 بر در گاہ شہان نہ در سمن
 تو ز پیداد کہ کو گنگو سمن
 و نہ ز جو دہ ما پیا و سمن
 میوز و و خاک بیشتر و سمن
 نگذار کہ ہو سدل بہ ز لب تو
 او خود کہ ہو و کہ لب مند پر اب تو
 صد سال شدم بنات و نہ مت تو
 یا جرم نیست پیش یا رحمت تو
 بر گرد و سبز زار و لب جو
 صد بار پیا کرد و صد بار سمن
 و الگاہ فرو شد و عالم جو
 و پیش سمن آرد و کجا خواہی رو
 و انگس کہ گند و چون ز سمن
 پس فرق میان سمن و تو پیا
 وان راحت روح و روح در سمن
 تو سمن خور و غم مخور مسلمان تو

۱۰۰
 ۱۰۱
 ۱۰۲
 ۱۰۳
 ۱۰۴
 ۱۰۵
 ۱۰۶
 ۱۰۷
 ۱۰۸
 ۱۰۹
 ۱۱۰
 ۱۱۱
 ۱۱۲
 ۱۱۳
 ۱۱۴
 ۱۱۵
 ۱۱۶
 ۱۱۷
 ۱۱۸
 ۱۱۹
 ۱۲۰
 ۱۲۱
 ۱۲۲
 ۱۲۳
 ۱۲۴
 ۱۲۵
 ۱۲۶
 ۱۲۷
 ۱۲۸
 ۱۲۹
 ۱۳۰
 ۱۳۱
 ۱۳۲
 ۱۳۳
 ۱۳۴
 ۱۳۵
 ۱۳۶
 ۱۳۷
 ۱۳۸
 ۱۳۹
 ۱۴۰
 ۱۴۱
 ۱۴۲
 ۱۴۳
 ۱۴۴
 ۱۴۵
 ۱۴۶
 ۱۴۷
 ۱۴۸
 ۱۴۹
 ۱۵۰
 ۱۵۱
 ۱۵۲
 ۱۵۳
 ۱۵۴
 ۱۵۵
 ۱۵۶
 ۱۵۷
 ۱۵۸
 ۱۵۹
 ۱۶۰
 ۱۶۱
 ۱۶۲
 ۱۶۳
 ۱۶۴
 ۱۶۵
 ۱۶۶
 ۱۶۷
 ۱۶۸
 ۱۶۹
 ۱۷۰
 ۱۷۱
 ۱۷۲
 ۱۷۳
 ۱۷۴
 ۱۷۵
 ۱۷۶
 ۱۷۷
 ۱۷۸
 ۱۷۹
 ۱۸۰
 ۱۸۱
 ۱۸۲
 ۱۸۳
 ۱۸۴
 ۱۸۵
 ۱۸۶
 ۱۸۷
 ۱۸۸
 ۱۸۹
 ۱۹۰
 ۱۹۱
 ۱۹۲
 ۱۹۳
 ۱۹۴
 ۱۹۵
 ۱۹۶
 ۱۹۷
 ۱۹۸
 ۱۹۹
 ۲۰۰

[illegible]

دل جز بشکر لب پریند و مدد
تا چند ز مسجد و منار و روز و زود
چایم بخور باد و که این خاک ترا
بنگر ز صبا و امن گل چاک شده
در سایه گل نشین که بسیار این گل
دنیایم را در اندک گیر آخر چه
گیرم که بکام دل بهانی صد سال
و آنی ز چه رسد و است نیران
این دارد و ده زبان و لیکن خاموش
ساقی سئو خوشگوار بر دستم نه
آن که چون زنجیر به پیچید بهم
فریاد که رفت عمر بر پیوده
فرموده ناکرده سبیه رویم کرد
ممن تو به کسم از همه چیز از سمن نه
اما بود آنکه کس سحران گردم
مایم بلبل تو تو لا کرده
آنها که عنایت تو باشد باشد
نقشیت که بر وجود ما ریخته
بس زان به ازین نیت و انم بود
اسمه در ره بندگی یکسان کرد
حکمت تو ستانی و سعادت تو دمی
اسه رفقه و باز آمده و خم گشته
ناخن همه جمع آمده و سم گشته
سینه به از کار جهان هیچ نه
تا به وجود

سینه باد و میانش و عمر پر باد و مدد
در میگرد با هست شوا و ریوز و
که بجام کنند و که سبیه گز کوزه
بیل نه جان گل طربناک شده
از خاک بر آمدست و بر خاک شده
وین نامه بخوانده گیر آخر چه
صد سال و گریبانده گیر آخر چه
آزادی سر و وسوسن اندر افواه
وان دارد و صد دست و لیکن کوتاه
وان باد و چون نگار بر دستم نه
دیوانه و هوشیار بر دستم نه
هم لقمه حرام و هم نفس نبود
فریاد ز کرد و پاکی تا فرموده
کز جمله گزیر باشد هم از و نه
وین ترک سئو مغانه گویم می نه
و ترطاحت و معصیت تبرا کرده
ناکرده چو کرده کرده چون ناکرده
صد بو الصبحی ز ما بر ایگنت
کز بوته مرا چنین فرو ریخته
در به دو جهان خدمت درگاه تو به
یارب تو بفصل خویش آستان بر
نامت ز میان مردمان گم گشته
اگریش از پس کون آمده و دم گشته
بنیاد دست از ان هیچ نه
لا اوت بود تو و میان سینه نه

بهر روز بر آنم که کمتر شب تو به
آنگه توان کرد رسید و نیت گل ترکم ده
ز درس علوم جمله بگریزی به
ز آن پیش که روزگار خونت ریزد
از دل تو با سرار معانی رسی
اینجا بگر و بجا میباشی می ساز
آنگاه که ز پیش رفته انداز سانی
رو باد و خور و حقیقت از من بپوشد
کردل چو به زرم آن نغمه میباشی
از حجام فنا چو جرعه نوشیدنی
آنگاه که بر این دست میباشی
و کاش که هر سه درامستی کردی
و آنکه خفته بهست ز و میباشی
سم خور که چهار بار بهیشت گفتی
بر رگد زرم هر از جای و ام نمی
آنگاه که در حکم تو بهمان شایسته
از حرم ذات تو عقل آردی
و ختم ز گناه و از زجاء بشی
بس کار جهان اگر به تقابل بشی
بر کس به و خویش دستخیزد
از چرخ دم همیشه غشاک کنی
با و سه که رسد بمن تو اش آب کنی
کردل ز دنیا رهبر اگر پاک شوی
بیش است نشیمن تو نشسته با و
یک روز که بگریزی از بهیاری

از حجام و سپار لب لب تو به
در موسم گل ز تو به یارب تو به
و اندر سر زلفت و لبر آویزی به
تو خون صراحی بقدر حریزی به
در نکته زیر کان و انداز رسی
کاش که بهشت رسی یا ندرسی
در خاک غرور خفته انداز سانی
با دست هر آنچه گفته انداز سانی
از خویش بگریزی و بخود پیوستی
از بود و نبود گمان بکلی رستی
خلقم بچه میکند ملامت با رسی
نامن جهان ندیده بهیشت
در بهشت و چهار دایم اندر رفتی
باز آمدن نیست چو رفتی رفتی
نمی آید کشتی اگر در او کام نمی
حکم تو کن و عاصی هم نام نمی
و ز معیشت و طاعت ماستنی
امید بر حمت تو دارم یعنی
هر روز بچایند خویشانشان
گر ز آنکه نه این بهید و بهید
پیراهن خستری من چاک نمی
آید که خورم تو در دهن خاک کنی
تو روح جردی بر افلاک شوی
کاش که بگریزی و مقیم خط خاک شوی
تا چند که رگ گل آدم خوار می

[illegible]

گشت نهان رو بکس ز نهانی
 این جلوه گری بخویشتن به نهانی
 کر و ر و س زین بکله آبا و کنی
 گزیده کنی بلطف آزادے را
 گزشتادی خویشتن بران میدانی
 در ماتم عقل خویش باشی همه عمر
 گزانه بدست ایدانه دونه
 کاکس که چنان کرد فراغت دارد
 گردست و بد ز مغز گندم نماند
 بالالای غم نشسته در ویرانی
 گزشت شوی بشهر شرالناسی
 بزان نبود مگر خضر و الیاسی
 مادی و معشوق و صبح اوساتی
 تانکه خوانی قصه نوح اوساتی
 ز سوس وصال تو مرادست رسد
 وزیره که باز گویم این غم کیس
 بشکام صبح است و خورش اوساتی
 چه جائے صلاح ست غمخوار اوساتی
 بشکام صبح اوسانم فرخ بے
 کافکنند بخاک صد هزار آن بزم و کو
 بان تا برستان بدرشتی نشوی
 مے خور که بخوردن و بنا خوردن
 بزوان خواهیم جهان و گرگون کند
 یا نام من از جریده بیرون کند
 یا رب بکشایه بر من از رزق دور
 که در صور کون و مکان پیدائی
 خود عین عیالی و خودی بینائی
 چندان نبود که خاطرے شاد کنی
 بهتر که هزار بند آزاد کنی
 کاسوده دله را بجایه منشائی
 امیدار مصیبت که عجب ناوائی
 می خور تو بهر محفل و هر اسبجی
 از سبک چو نون تو سوره و ریش حوشی
 وز می دوستی ز گوشت و مرغی
 عیشی بود این ز حد هر سلطان
 اگر گوشه نشین شو بزم و سوای
 کس نشناسد ترا تو کس نشناسی
 از ما نبود تو به نوح اوساتی
 پیش آرسبک راحت روح اوساتی
 ز طاقت بجزان تو دارم نفسی
 مشکل کار سطره غم خوش بود
 مادی و کوسه میفر و شش اوساتی
 بگذر ز حدیث و زهد نوش اوساتی
 بر ساز ترا نه و پیش آورے
 این آعدن تیر مر و رفتن دے
 یا از در نیکیوان برشتی نشوی
 اگر آلت و وزخی بهشتی نشوی
 و اکنون کندے تا مگر م چون کندے
 یا به وزی من ز غیب افزون کندے
 بے منت غرق رسان ما حشرے

از باد و چنان مست نکند از مرا
 از سوخته آتش سوخته سوختنی
 تا که گوئی که بر عمر رحمت کن
 خوشبشاش که بچند اندر سودا تو دی
 تو شاد بزی که بے تقاضا تو دی
 اگر اندر خم بکن بدست نادر
 به زبان نه بدست که اندر این عالم خاک
 آدم چو صراحی بود در روح چو
 رانی چه بود آدم خاک کی خستام
 ای چرخ همه خستیس را چرخ زدی
 از آده بنان شب گردگان نه اندر
 بر کوزه گرسه بر میر که دم گذارست
 سن دیدم اگر نریز بر سبک لبه
 چون جشن مرا خاصه جدا اند ساقی
 چون دامانم بر رسم خود باد و دهر
 اسه و هرگز دهاست خود مستر فی
 نفست بجهان دی و زحمت یکسان
 پیوسته ز بهر شهوت نفسانی
 آگاه نه که آفت جان تو اندر
 او آنگه خلاصه چسارار کانی
 دیوی و دی و ملک و انسانی
 خواهی که پسندیده آنام شوی
 اندر سبب انوسن وجود و ترسا
 از چرخ چه کرده ام ترار است بگو
 تا نم زدایی تا ببری کوی بگو
 چندین غم پیوده غورشا دیزی
 چون آخر کار این جهان نیستی است

که زنجیری بنا شدم در دوسر
 دس که کش و دوزخ از توافر و خستی
 حق را تو کجا در رحمت آموختنی
 ایمن شده از همه تمناسه تو دی
 داد اندر قرار کار فردا تو دی
 در نیز شدن بکن بدست نه بدست
 ز آمدن نه بدست نه بدست
 قالب چو نه بود و در دوس
 فانوس خیالی و در دوس
 گر ماه و آسیا و کار زدی
 آتشاید که بر این چنین فلک زدی
 از خاک ہی نمود هر دم ترسا
 خاک بدست بر کف هر کوزه گرسه
 سد فصل زهر توخ بر اند ساقی
 در حد خودم در گذر اند ساقی
 در خانه چو رستم مست کفی
 زمین هر دو بیرون نیست خری یا خری
 این جان شریف را ہی رنجانی
 آنجا که تو در آرزوئی ایشانی
 بشنوی سخن از عالم روحانی
 با تست هر آنچه می نمائی آئی
 مقبول قبول خاصه و عام شوی
 بدگوئی سببش تا نکونام شوی
 پیوسته فلکند مراد رنگ و دیو
 آیم زدایی تا نه ببری اکب زدی
 داند در ره بیداد تو باد و بزی
 انگار که نیستی و آزا و بزی

دفتر سالہ ناول - امین آباد لکھنؤ میں فروخت کے لئے موجود ہیں -

تسلیں پر پہلے مرتبہ تصنیف کی گئی تھی
انگریزی کوٹ شپ - ٹھکان اور بغاوت دہلی
کا تمام حال قلم کے متعلق عشقیہ ناولوں میں
ایک قیمت ہے

شاہد رحمان - دہلی کی ایک مسلمان تائب
نور اللہ کی سوانح عمری - بقلم خود حسن و عشق
کی تصویریں قیمت ہے
محبوبہ فرانس - ایک مہجین فرانس کی
تاریخ کی دستکب کمانی - اوس کی زبان - دنیا
کے شیب و فراز کے تجربے - آنسو میں اپنا
مہینہ سنا - لیکن صحت کو ہاتھ سے نہ دینا
بالآخر استقلال کا ثمرہ پاتا اور اپنے عاشق
صادق کے وصال کے منہ اکٹھا ہوا
جاریات ناول - قدح خیالات کا سرچشمہ
نیم ل جہ بات کا لہرانا ہوا دریا - نئے رنگ
نئے دھنگ کی شاعری کا گلدستہ - حسین
خاص خاص نظمیں - ہیں - خواب نوشین - نظم
پر دین - کتب بینی پچھنے پر کی کوئل - دریا و خوار
کی جنگ - صبح و شام کی ہرین وہ لوگ جنھیں شاعری
کا چپکا ہوا آئین اور اس خون نشت کا منہ چکھیں
قیمت ہے

فرانس کا شاہزادہ حسین جلد دوم کہان
جو ناس بھری ترقی زبرد سا غلاموں کا تاج و تکر
مریم - بغیر فرانس - جنگ و بزم بزم گوند و شاہ
جیکب شاہزادی گڈا انا - ہندوستان کے سلطان دارا
آگرہ - دربار شاہ اکبر - غلام حسن سلطان دارا
راہ کا خون بنا - رانی پریم کی سہیلان - رانا کا قیدی

چتور کا حشر - سلطنت فرانس کا تلج - پاک محبت
کی ہو ہو لکھنؤ میں مسلمانوں - اور راجپوتوں کی
رزم و نرم چشم دید واقعات - خدا کے کارخانہ زمانہ
کی شیر نمایان کردش ایام کا الٹ پھیر میں بادشاہ
پل میں فقیر ہونیکا لطف نہایت دلکش پرہیز میں
بیان کیے گئے ہیں قیمت ہے
ذات شریعت - ایک بوقومت نو عمر نواب
زادہ کا (جو ابھی بقیہ حیات ہیں) ایک پرہیزگار
کی پریم سے عشق بازی کرنا - ناول کے پیرایہ میں
سچی باتوں کا بیان قیمت عدم

شریعت زارہ حسین دکھلا رہی کہ کیونکر ایک
شخص سخت اور جانفشانی سے دنیا میں کامیابی
حاصل کرتا ہے اور فکر معیشت سے فارغ ہو کر اپنا
وقت دوسروں کی بھلائی میں صرف کرتا ہے یہ ناول
نوجوان کے پڑھنے کے قابل ہے قیمت عدم

طرحدار لوٹڈمی - آستین کا سانپ
ایک دلچسپ مگر غافل گھر کا ڈنگ اور سمجھ دار اور
ہوشیار جاک لوٹڈمی کی جالاکھون جالو و نا جائز
تدابیر ترقی کا خیال اور آخر کو پیشہ و عورتوں کے
انجی درست کرتے اور اس غافل گھر کے مٹھس
اور تباہ ہونے اور لوٹڈمی کے ایک مقدمہ میں
پیشے کے جلیانہ زبان کا حال حسن و عشق کی بڑی جاتی
تصویریں اگر آپ میان بخشوا اور بخین انڈی
کی گفتگو پر سکر پھر تک نہ مایں تو ہمارا ذمہ
علاوہ اس کے لکھنؤ کی سحلات کی بول
بول چال - روتہ مرہ حسن بیان
قیمت ہے

دفتر سالہ ناول - امین آباد کے مؤمن فروخت کے لئے موجود ہیں

عروس بہن - فرانس کی ایک حسینہ و جمیل
 عورت کی جسکی منت کو عشق نے ایک ڈاکو کی منت کی
 ساتھ و البتہ کر دیا تھا اپر حسرت اور پر اسرار گشت
 ہی عجیب عجیب حیرت ناک اور پر اسرار واقعات ہیں
 مختصر کرتیں ناکامان محبت کی علیحدہ علیحدہ پر
 اسرار سرگذشت ہی قیمت غیر
 شہزادہ سیکھ کی وفا داری جہین حسن
 عشق کا ولولہ انگیز لکھنا عاشق مرزا جون کے لئے
 الدنیاء و خوشگوار کھانا عورت ذات کی راستبانی
 ثابت قدمی - اور اخلاقی جرات مرزا دار پندرو
 اصالح کا فرائض و مضمون ہی قیمت غیر
 بکھری ڈاکو - ایک نہایت ہی دلچسپ نگریزی
 ناول کا ترجمہ ہے جس سے زمانہ کی نیرنگیوں کا
 بہت کچھ خوبہ حاصل ہو سکتا ہے قیمت غیر
 رضیہ سلطانہ جہین ہندوستان کی سیں
 لکھ رضیہ سلطانہ اور ملک بختیار الدین کی موصحات
 کا تاریخی واقعہ نہایت دلچسپ پیرایہ میں بیان
 کیا گیا ہے مصنفہ حضرت ریاضی قیمت ۶
 کیفیہ کروار - یہ ناول تین برس کی کتب جی
 ناول خوانی کا مشہور چھاپی عجائبات معیار
 عشق و شہوت عبرت - ایک کتاب بوجھ فائدہ
 ہر مذاق کے انسان کے لئے دل لگی کے ساتھ
 وقت گزرنے کا مفید مصالح - قیمت غیر
 شادی و غم - شہزاد اکبر کے زمانہ کے ایک
 دلکش واقعہ کا فرائض جہین اسلامی جہوت کی کہ ہی
 راجپوتوں کے استقلال سے لگی بہادرین اور تومی
 قیمت کا پیرا حال ہر زمانہ کا دلچسپ ناول ہے

لال لی لی - اس نظر پھاٹا اور پیرزاد ناول
 میں عاشقانہ جذبات کے علاوہ علمی اور اخلاقی
 حکیمانہ فلسفیانہ مباحثہ نہایت خوبی کیساتھ لکھے
 گئے ہیں - یہ ناول عاشقانہ جذبات سے نوجوان
 طبیعتوں کو بہرہ کاسے والا نہیں بلکہ ہوشی کے
 نتیجے میں زمین پیش کر کے زمانہ کا کام دیتا ہے
 بازاری کے پوشیدہ راز کو ہر گروں کی دغا بازی
 عرض کیا نیرنگی زمانہ کا آئینہ ہے - قیمت غیر
 تاخراوندہ مہمان - اس سے زیادہ دلچسپ
 اور بہتر ناول آج تک نگریزی سے ترجمہ نہیں ہوا
 فری اور بد معاش خورتوں کے جھگڑنے کا
 بیان ہے کیوقت خاوند کو بھائی بنانے کی ترغیب
 نوجوان رویشیزہ روکین کا عشق اور ہر گل نظر
 واقعات کا اخلاقی نتیجہ ایک عجیب پیرایہ میں
 لکھا گیا ہے - قیمت غیر
 وفادار بی بی - ایک یورپین لیدی کی سچی
 اناداری اور شہر پرستی کا پورا پورا ثبوت -
 کوتاہ اندیش شوہر کی ناوابستہ بطلانی - گزشتہ
 صد درجے کی مایوسوں کے بیوی کا پاکدامنی
 کو دلچسپ سے ندینا - قیمت غیر
 انارکلی - ایک دلچسپ تاریخی فسانہ شہزادہ
 مشہور بہ انارکلی اور شاہزادہ سلیم کے شہنشاہ
 کے عشق اور محبت کا دور انگیز خیال ایک دلچسپ
 پیرایہ میں درج ہے - قیمت غیر
 نیلا یا محاصرہ عرفان طہ حسین سلمان ہیں
 کی آخری جنگ و جدل اور ہزیمت کے تاریخی
 واقعات دلچسپ سے ہیں - قیمت غیر